

تذلیعِ عمت نیکی اجماہ کا صحیح رخ

مولفہ

ملونا عبدالغفور حبیب الوری

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ قیاض العلوم

صدر مجلس استقبالیہ گل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس راجستھ

شائع کنندہ

حاجی فقیر محمد غلام مصطفیٰ کوٹ بدر دین قصور

نام کتاب

مصنف

کتابت

سال طباعت

صفحات

طباعت

طابع

تعداد

قیمت

تبلیغی جماعت کا صحیح رخ
شیخ الحدیث الحاج علامہ محمد عبدالغفور الوری
شاہ محمد حسینی نظامی، محلہ محمود پورہ، قصور
ربیع الثانی، مارچ، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

۱۶۰

آفسٹ اشاعتیں
۱۳۲۸ھ
۲۰۰۷ء
حاجی فقیر محمد، قصور

ایک ہزار ایک سو (۱۱۰۰)

۱۰۰ روپے

ملنے کا پتہ : دارالعلوم فیاض العلوم رائے ونڈ (لاہور)

ایک حدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انظروا من تجالسون وعن تأخذون دينكم
ان الشياطين يتصورون في الخمر الزمان في صور الرجال
فيقولون حدتنا واخبرنا اذ اجلسنا الى رجل فاسئلوه
عن اسئله وابيه وعشيرته فتفقذونه اذا عاب-

ترجمہ : کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۱۲ حدیث نمبر ۲۹۱۳۱

”جس کے پاس بیٹھو اور دین کی سمجھ حاصل کرو، اسے پہلے
خوب دیکھ لو کیونکہ آخر زمانہ میں شیطان انسانوں کی شکلوں میں
(گمراہ کرنے کے لئے) حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے پھریں گے
اور کہتے پھریں گے ”حدیثا واخبرنا“ اور جب تم کسی مرد کے
پاس بیٹھنے کا قصد کرو تو پہلے اس سے اس کا نام اور باپ
اور قبیلہ کے متعلق پوچھ لو کیونکہ اس کے غائب ہوتے ہی
پھر تم اسے نہیں پا سکو گے وہ مفقود ہو جائے گا“

شکریہ

میرے محترم و محترم بھائی مولوی حاجی فقیر محمد صاحب قسوری دام مجاہدہ اور صوفی پیر محمد اسماعیل نقشبندی شاہدہ ٹاؤن جال (لندن) اور صاحبزادہ پیر خادم حسین شرفپوری نقشبندی شاہدہ ٹاؤن لاہور نے ہمیشہ ناچیز کا دینی معاملات میں حد سے فزوں ساتھ دیا اور دے رہے ہیں۔ میری یہ خدمت دینی و ملی جو کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے، اس کا شائع کرانا اور نہایت قلیل وقت میں منظر عام پر لانا انہی کی مساعی جہلیہ کا نتیجہ ہے۔ میرے ان محبین کے لئے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں تاہم بفرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ، تروں سے مشکور ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صاحب بولہک صلی اللہ علیہ وسلم ان صالح ٹیک: سختوں کو ہمیشہ باعزت و عظمت زندہ و پابندہ، سلامت باکرامت و شرافت رکھے۔ آمین۔

(محمد عبدالغفور الوری غفرلہ)

تقریظ

۱ غزالی دوران استاد المحدثین فخر المحققین استاد المکرم علامہ سیدی وسیدی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ، صدر مرکز تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان و صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان، شیخ الحدیث و مستم مدرسہ انوار العلوم، ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و سلم علی رسولہ الکریم وآلہ و صحبہ اجمعین اما بعد! فاضل جلیل مولانا محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی مجددی الوری، متمم و شیخ الحدیث مدرسہ فیاض العلوم رائے ونڈ سلم اللہ تعالیٰ کی زیر نظر تالیف فقیر نے بعض مقامات سے دیکھی، فاضل مولف نے نہایت محنت اور کاوش کے ساتھ علمی و استدلالی طور پر اپنے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ تبلیغی جماعت کا ظاہر عوام کے سامنے دینی اور مذہبی نظر آتا ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو اختلاف عقائد سے بھی بالاتر ظاہر کرنے میں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اہل سنت کیلئے یہ تالیف دیدہ و بینا کا حکم رکھتی ہے، اس موضوع پر مفصل لکھنا نہایت ضروری تھا تاکہ عوام اہلسنت تبلیغی جماعت کے عقائد و اصول سے واقف ہوں۔ الحمد للہ! مولانا موصوف نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا المحترم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی اس تالیف کو عامۃ المسلمین کیلئے منجبت بنائے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاری، مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، نظام تعلیم مدرسہ (السنن) پاکستان

۲

تبلیغی جماعت کی بنیاد منافقت کے گہرے اور مضبوط ان اصولوں پر رکھی گئی ہے جن کو قرآن پاک نے منافقین کے طور طریقوں کی صورت میں بیان کیا ہے کہ یہ فساد ہونے کے باوجود مصلح ہونے کے دعویدار اور گروہ شیطان ہونے کے باوجود مومن ہونے کا پرچار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے کردار سے ہاشور مسلمان بھی دھوکہ کھا جاتا ہے اور اس کو نیکی اور صلح جوئی تصور کرتا ہے جبکہ اس جماعت کے فتنہ و فساد سے وہی لوگ آگاہ ہو سکتے ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ نور نبوت سے مستفیض اور نور بصیرت کے حامل ہوں۔

حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوری صاحب نے سالہا سال تبلیغی جماعت کے مرکز کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے تبلیغی جماعت کے رخ سے پردہ اٹھایا ہے جس سے مسلمان اس جماعت کے فریب سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا کی ان مساعی جمیدہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد عبدالقیوم غفرلہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۸ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوسعید غلام سرور قادری مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ، گلبرگ ۲، استاذ الحدیث والادب العربی، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۳

زیر نظر کتاب استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب الوری شیخ الحدیث فیاض العلوم رائے ونڈ کی علمی و فکری کاوش کا عمدہ نتیجہ ہے جسے پڑھ کر تبلیغی جماعت کا صحیح رخ سامنے آ جاتا ہے۔ تبلیغ دین ایک اہم فریضہ ہے جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کو تفویض ہوا لیکن تبلیغی جماعت کے مبلغین علم دین سے بے بہرہ ہیں، ان کے علم کی نان مرت تبلیغی نصاب ایسی اردو کی ایک کتاب پر مبنی ہے۔ وہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے

ہیں اور نہ ہی سنت و فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں، وہ صرف اسی ایک کتاب تبلیغی نصاب کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور بس، جبکہ تبلیغ دین کیلئے باقاعدہ علم دین پر جو کی ضرورت ہے امام ہبۃ اللہ بن سلامہ کی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ہے کہ ایک شخص جامع مسجد کوفہ میں تقریر کر رہا تھا، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اس مقررہ و واعظ سے پوچھا ہَلْ تَدْرِي مَا النَّاسُخُ وَالْمَنْسُوخُ؟ کہ تجھے قرآن و سنت کے ناسخ و منسوخ کا علم ہے جو تو وعظ کر رہا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے اس کی گوتہالی فرمائی اور مسجد سے نکال دیا اور فرمایا فَلَا تَقْصُصْ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا کہ خبردار آئندہ ہماری مسجد میں وعظ و تقریر یا درس نہ دینا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایک اُن پڑھنے سے سلوک فرمایا لِهَذَا تبلیغی جماعت کے اُن پڑھنے کو سنی مساجد میں ہرگز ہرگز وعظ و تقریر یا درس دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔ علاوہ ازیں مکالمۃ الصدرین میں ہے کہ اس جماعت کے بانی مولوی الیاس کو انگریزوں سے امداد ملا کرتی تھی، ظاہر ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کے مطابق یہ جماعت انگریزوں کے ایما پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے معرض وجود میں آئی، نیز مولوی الیاس نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ انہوں نے مولوی شرف علی نقاوی کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے اس جماعت کی بنیاد ڈالی ہے۔ حضرت علامہ قبلہ الوری صاحب کی عمر اور علم میں خدا برکت دے، انہوں نے تبلیغی جماعت کا صحیح رخ عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے جس کے بعد بجا طور پر پیغمبر کی جاسکتی ہے کہ عوام اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے اس سے دور رہ کر اپنے ایمان کا تحفظ کریں گے۔ فقط

محمد ابوسعید غلام سرور قادری

۴) حکیم اہل سنت حضرت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ مدد مرکزی مجلس، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”تبلیغی جماعت“ عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ایک گہری سازش ہے، اسے بے نقاب کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوریؒ مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر عطا کر کے کہ انہوں نے اس مذہب سازش کا پردہ چاک کر دیا ہے۔
محمد موسیٰ عفی عنہ

۵) حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ مدظلہ بجاؤں شین ساہنپال شریف

میں جناب حکیم اہل سنت محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کی مذکور بالا رائے سے متفق ہوں۔

سید شرافت نوشاہی

شیخ الحدیث نقیر حضرت علامہ مولانا ابوالفضل غلام علی شرفی برکاتی مدظلہ پاکستان پنجاب، متمم شرفی برکاتی دکان

بسم اللہ الرحمن الرحیم — جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب لوری ہتمو شیخ الحدیث جامعہ فیاض العلوم رائے وند کی شخصیت دینی اور علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے آپ کا عظیم تعلیمی تربیتی اور مذہبی مرکز سنیت رائے وند میں جس کی جوہر دینی اور مذہبی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ”تبلیغی جماعت کا صحیح رخ“ کے عنوان سے جو کتاب مرتب فرمائی ہے ناچیز نے بعض مقامات سے اسے دیکھا اور تحقیقی پایا یہ مولانا موصوف کی محنت اور تبلیغی کرد و کاوش کا عمدہ نمونہ ثبوت ہے۔ نام نہاد تبلیغی جماعت کے راز پر سربستہ کو جس طرح حضرت علامہ نے طشت ازہم کیا ہے یہ انہیں کا حقد ہے چونکہ علامہ موصوف بھی میوانی ہیں اس لئے ”اہل البیت آدمی بنانی البیت“ کے مصداق ایسی پارٹی کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں اور جن حقائق کا انکشاف جناب موصوف نے اس کتاب میں فرمایا ہے یہ آپ کی محققانہ تحقیق کا نتیجہ ہے جس میں تمام سنی بھائیوں سے ملتمس ہوں کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے۔ والسلام

ابوالفضل غلام علی شرفی برکاتی، خادم نقیر الحدیث اڈاکار وری غفور، ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

مصنف کے مختصر حالات زندگی

تحریر — شاہ محمد چشتی نظامی خوشنویس، محمد محمود پورہ قصو

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ الحاج محمد عبدالغفور الوری زید مجدہ، ان بندگان خدا کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہیں جنہیں محض کمانے، کھانے پینے اور پینے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی آفرینش کا ایک مقصد ہے اور وہ صرف اور صرف دین خدا اور رسول کی شبانہ روز خدمت ہے۔

ولادت آپ ۱۳۵۶ھ / ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء کو ریاست اور (بھارت) کے ایک گاؤں کھیرا جابر میں جناب امیر علی خاں بن محمد خاں کے گھر میں پیدا ہوئے گاؤں کے ایک گرام و ضلع بٹانہ ناگلہ راجھستان آپ کا نام محمد عبدالغفور تجویز فرمایا۔ آپ زمیندار قوم میورا جپوت سے تعلق رکھتے ہیں اور بارہ گوت میں سے گوت سیٹھگل میں شمار ہوتے ہیں۔

حصول علم

ابتدائی تعلیم اپنے چچا نہال خاں اور ماسٹر عبدالحمید گڑ سے حاصل کی اور بعد ازاں باقاعدہ تحصیل علوم کیلئے آپ نے شرفیور شریف، خانپور اور ملتان کا سفر کیا اور اہل سنت کے نامور علماء سے علم حاصل کیا اور صرف ۲۲ سال کی عمر میں جتید عالم بن گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل اکابر امت قابل ذکر ہیں:-

۱- مناظر اسلام علامہ فاضل عبدالسبحان کھلاڑی رحمۃ اللہ علیہ

۲- حضرت علامہ غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

۳- حضرت علامہ سراج الفقہار مولانا سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۹ء میں اپنے گرامی قدر استاد غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی انوار العلوم ملتائیں پڑھ کر فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۶۲ء میں دارالمتبعین شریفہ لاہور میں سلسلہ تدریس شروع کیا، ۱۹۶۶ء میں

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہ نے اپنے شہر قادیان دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور میں بحیثیت صدر مدرس آپ کو بلا لیا، ۱۹۶۷ء میں مدرسہ غوثیہ رضویہ، رحیم یار خاں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۶۸ء میں استاذ مکرم غزالی دوران علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی زاد اللہ عنایتہ کے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے۔

تلامذہ اس دوران ملک کے مختلف علاقوں سے آیا بولے طلبہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور ملک میں دینی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں

- خطیب پاکستان حضرت مولانا علامہ عبدالوحید ربانی، ملتان
- مولانا غلام رسول خطیب جامع مسجد غلہ منڈی فورٹ عباس (بہاولنگر)
- علامہ صاحبزادہ خادم حسین شرف پوری، مہتمم ریاض العلوم، شاہدرہ لاہور
- مفتی مزل حسین شاہ مہتمم مدرسہ حسینہ فیض العلوم، سید پور، لاہور
- قاری شیر محمد، خطیب بستی عبدالقادر قصود ناظم نشر و اشاعت مہمانیہ لاہور
- صاحبزادہ عبدالباقی فاروقی، خطیب لیڈی پارک، اوکاڑہ
- عبدالخالق صدیقی، خطیب باغبان پورہ، لاہور

علامہ منظور احمد، خطیب مسجد جامع سلطان باہو، گوجرانوالہ

• حافظ قاری سید زبیر حسین شاہ بخاری مہتمم دارالعلوم جامعہ معینیہ، لاہور

• سراج الحق، مہتمم مدرسہ رضویہ اہلسنت، ٹلونڈی، ضلع قصور

• حافظ قاری نذیر احمد کشمیری، تزار کھل

• اصغر علی شہد قیوری، نئی بھینی، ضلع شیخوپورہ

• حکیم محمد یونس، خطیب کرتو، نارنگ منڈی

• حافظ قاری محمد اختر علی نقشبندی سابق، ناظم نشر و اشاعت عتبات اہلسنت کراچی

• حافظ عبدالرحمن، خطیب چک نمبر ۹، فیصل آباد

• محمد شریف، خطیب شاہدرہ، لاہور

• خلیل احمد بستی درویش والی، لودھرا • حافظ محمد ابراہیم، مظفر گڑھ

• مولوی محمد بخش نظامی، تونسہ شریف • محمد حنیف، منڈی چشتیاں

• محمد حنیف، سچن آباد • مولوی محمد یونس، ملتان

• خان محمد، ڈیرہ غازی خان • شیخ غلام محمد، تونسہ شریف

• محمد شفیع، مظفر گڑھ • غلام فرید قادری، تحصیل شجاع آباد

• سیالطاف حسین گیلانی، ملتان • خدابخش سعیدی، مظفر گڑھ

• محمد قاسم ویسی، رحیم بخش سعیدی، تحصیل بیاقت پور

• غلام محمد نظامی، مظفر گڑھ

• نذیر احمد انصاری، ساہیوال

دارالعلوم کا قیام | کئی سال کے تعلیمی و تدریسی تجربے کے بعد ۱۹۷۹ء میں آپ نے رائے ونڈ میں ایک وسیع پلاٹ خرید کر دارالعلوم فیاض العلوم کی بنیاد رکھی اور نوکل علی اللہ کام شروع کر دیا۔ یہ علاقہ خاص طور پر بد مذہبی کی اشاعت کرنیوالی تبلیغی جماعت کے زرخیز میں آچلا تھا، آپ کے یہاں تشریف لانے کے بعد تبلیغی جماعت کی تبلیغی دیوار منہدم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

اس وقت دارالعلوم میں مجموعی طور پر دو قسماً ہیں جن کی ضروریات کا کفیل بفضلہ تعالیٰ دارالعلوم ہی ہے، چھ علماء و حفاظ مصروف تدریس ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے یہ دارالعلوم روز افزوں ترقی پے ہے۔

ملکی تحریکوں میں حصہ | بے پناہ مشاغل کے باوجود آپ ملکی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے آئے ہیں، تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور کام کیا اور اس کی پاداش میں اپنے بعض تلامذہ سمیت آپ جیل بھی گئے اور ایک ماہ تک جیل ہی میں امامت و خطابت سے لوگوں کے دلوں کو نور اسلام سے منور فرماتے رہے۔

میلاد کانفرنس | آپ طبعی طور پر انتھک واقع ہوئے ہیں، اس وقت آپ بیک وقت کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں، مزید برآں آپ صلح لاہور حلقہ ۱۱ کے نئے جمعیتہ العلماء پاکستان کے صدر بھی ہیں اور ملتان میں کامیاب ترین کل پاکستانی کانفرنس کے بعد رائے ونڈ میں منعقد ہونیوالی کل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس کی پندرہ رکنی انتظامی کمیٹی کی مجلس استقبالیہ کے پیرمین کے طور پر آپ ہی کو نامزد کیا گیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ اس تاریخی کانفرنس میں ۳ لاکھ سے زیادہ شہداء ایمان رسول شریک ہوں گے۔

فہرست

(حصہ اول)

انتساب

مقدمہ

- ۱- بانی تبلیغی جماعت الیاس کے متعلق ۲۲
- ۲- الیاس اپنا مدعا سمجھانے سے قاصر تھا ۲۲
- ۳- الیاس کی گفتگو سے وحشت پیدا ہو جاتی تھی ۲۳
- ۴- الیاس بکتا رہتا تھا ۲۵
- ۵- الیاس مشکل کشا ہیں ۲۶
- ۶- صحابہ سے براہری ۲۶
- ۷- الیاس قدرت الہی کی نشانی ۲۷
- ۸- تبلیغی جماعت کا مکتب حقیقہ ہے ۲۹
- ۹- الیاس کی قوت فکریہ ۳۲
- ۱۰- الیاس کا دلی مقصد کوئی نہیں جانتا ۳۳
- ۱۱- گنگوہی اور اشرف علی، الیاس کے جسم و جاں تھے ۳۴
- ۱۲- فتویٰ کفر از علماء ردیو بسند ۳۵
- ۱۳- تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی خدمت سمجھتی ہے ۳۸

- ۱۴- نماز میں رسول اللہ کا خیال گدھے ہیں ۳۹
- ۱۵- تبلیغی جماعت کے بانی کا دلی مقصد خطرناک ۴۱
- ۱۶- الیکس صاحب بزرگوں کے منصب کی پرواہ نہ کرتے۔ ۴۳
- ۱۷- اس تحریک کا پوشیدہ راز ظاہر ہو گیا۔ ۴۴
- ۱۸- الیکس صاحب نے قسم کھالی۔ ۴۴
- ۱۹- تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں سوا عظیم معصوب ملعون ۴۵
- ۲۰- تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی گنہگار۔ ۴۸
- ۲۱- بلا تعظیم حضور کا نام پاک، ۴۹
- ۲۲- تبلیغی جماعت سخت خبیثہ۔ ۵۰
- ۲۳- دیوبندیوں کے نزدیک اللہ جھوٹا ہے۔ ۵۳
- ۲۴- محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ ۵۵
- ۲۵- تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ کرتی ہے۔ ۵۶
- ۲۶- وضاحت پیشہ۔ ۵۸
- ۲۷- وضاحت نصاب۔ ۵۸
- ۲۸- تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا۔ ۶۵
- ۲۹- انسانیت نبی کی محتاج نہیں۔ ۶۹
- ۳۰- ایک شبہ کا ازالہ۔ ۷۲
- ۳۱- تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے؟ ۷۳
- ۳۲- جو تبلیغی جماعت میں نہیں مسلمان نہیں۔ ۷۴
- ۳۳- تبلیغی جماعت کے کلمہ نماز صحیح کرانے سے بچو۔ ۷۵
- ۳۴- تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد روزہ نماز نہیں۔ ۷۷

- ۳۵- تبلیغ دین میں نیا فتنہ ہے۔ ۸۷
- ۳۶- غیر اللہ سے شرعی یا غیر شرعی کوئی مسئلہ نہ پوچھئے۔ ۸۷
- ۳۷- پیشاب پاخانہ میں کلمہ و نماز پیدا ہونا دین کی علامت۔ ۸۹
- ۳۸- تبلیغی جماعت میں علم نہیں جہالت ہے۔ ۹۲
- ۳۹- انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے۔ ۹۴
- ۴۰- تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے۔ ۹۵
- ۴۱- قرآن و حدیث و علم فقہ، حقیقی علم نہیں زعم ہے۔ ۹۶
- ۴۲- غیر نبی بھی فاوچی الی عیدہ ما دوحی کا مرتبہ پاسکتا ہے۔ ۹۹
- ۴۳- الیکس انبیاء کی مثل ۱۰۱
- ۴۴- کتا بی علم پڑھنا غلطی ہے۔ ۱۰۱
- ۴۵- تبلیغی جماعت حضور کے پسندیدہ طریقہ پر ہے؟ ۱۰۲
- ۴۶- ہدایت، رسولوں کے بس کی بات نہیں۔ ۱۰۹
- ۴۷- تبلیغی جماعت کا انحصار وجدانیات پر ہے۔ ۱۱۰
- ۴۸- اصول تبلیغ کسی کے حکم سے بنائے۔ ۱۱۱
- ۴۹- ایک داستان۔ ۱۱۹
- ۵۰- ایک دردناک خلش۔ ۱۲۲
- ۵۱- دو غلا۔ ۱۲۳
- حصہ دوم
- ۵۲- میواتی قوم کے متعلق کچھ باتیں۔ ۱۲۵
- ۵۳- تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ ۱۲۸
- ۵۴- دلفریب دھوکہ۔ ۱۲۸

- ۵۵۔ تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا۔
 ۵۶۔ میوات اسلام سے محروم۔
 ۵۷۔ میومشک اور بت پرست تھے۔
 ۵۸۔ تبلیغی جماعت والے کہتے، خنزیر سے بدتر۔
 ۵۹۔ تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں۔
 ۶۰۔ ایک شہر کا ازالہ۔
 ۶۱۔ ایک شیش آنیوالا شہر اور اس کا جواب۔
 ۶۲۔ بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب۔
 ۶۳۔ ایک سوال کا جواب۔
 ۶۴۔ قوم کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا طریقہ۔
 ۶۵۔ تبلیغی جماعت قاتل ہے۔
 ۶۶۔ ایک بدست اعتراض اور اس کا جواب۔
 ۶۷۔ میواتی قوم کو محتاج سمجھیں۔
 ۶۸۔ میواتیوں کی صحیح تصویر۔

۱۴۱

۱۴۲

"

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۸

مقدمہ

جملہ اہل اسلام حضرات کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ میرے ان چند سطور کے مضمون کو جسے مقدمہ کے طور پر تحریر کیا جاتا ہے، پہلے اسے خوب غور سے پڑھئے، سمجھئے اور پھر آئندہ اوراق کا مطالعہ کیجئے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اگر انصاف سے اول تا آخر اس کتاب کو پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان پر رحمانی اور شیطانی کیفیات کے امتیاز کے دروازے ضرور کھل جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ شیطان واقعی کئی ردیوں میں کفر و فریب سے اپنے پھندوں میں جکڑتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا بانی مولوی محمد الیاس ہے، یہ جماعت کیسی ہے؟ اس کے نظریات و خیالات کیا ہیں؟ یہ مسلمانوں کو تبلیغ کرتی ہے یا کافروں کو؟ کافروں کو تبلیغ کرتی ہے تو پاکستان وغیرہ میں کافر کون ہیں جنہیں اس نے بذریعہ تبلیغ مسلمان کیا ہے؟ یہ کس چیز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے؟ کونسا دین ہے جس کی تبلیغ ہو رہی ہے؟ اس دین کے ارکان کیا ہیں؟ کیا واقعی اس تبلیغ سے مقصود صرف احکام الہی کا پہنچانا ہے یا کچھ اور؟ کیا اس جماعت کی بنیاد انہی اصولوں پر ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے؟ وہ اصول یہ ہیں:

کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

اگر حضور کے مقرر کردہ اصول نہیں تو انہوں نے کن اصولوں کو اپنایا؟ ان اصولوں

کی حقیقت کیا ہے؟ کیا وہ صرف شکار کرنے کے لئے جال کی حیثیت تو نہیں رکھتے؟
ان اصولوں کے موجد کی حیثیت کیا ہے؟ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟
اس کی جماعت اسے کیا سمجھتی ہے؟

نیز کیا اس جماعت کا ظاہر و باطن یکساں ہے؟ یا کچھ فرق ہے؟ عالم
اسلام کی عظیم اور نامور اقوام میں سے قوم میسویہ کی جو توہین و تنقیص، بدنامی اور اس کے
اعلیٰ خصائل کو مسخ کر کے اس میں ردائل اور برائیاں ثابت کیں حتیٰ کہ کفر تک میں
اسے ملوث کیا ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

آئندہ اوراق میں مجھے انہی سوالوں کے جواب دینے ہیں نیز انہی کی کتابوں
سے ثبوت دینے ہیں کہ مسلمانوں کے متعلق اس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ کیا ہے
اور میواتیوں کے متعلق یہ لوگ کیا خیالات رکھتے ہیں۔ مجھے اپنے عوام و خواص
اہل اسلام حضرات کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اس جماعت کے ظاہری چہرہ پر جو دلفریب
نقاب ہے اس کا مقصد کیا ہے اور حقیقت کیا ہے کیونکہ یہ دلفریب اور بد صورت
چہرہ کو چھپانے والا نقاب میرے ہی وطن و علاقہ سے میری عدم موجودگی میں
میرے سادہ لوح بھائیوں بزرگوں سے نظر چڑا کے لے آئے اور مثل مشہور
کا سا کام کیا کہ :

اٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے

چور چوری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ جب سمجھتا ہے کہ ہضم ہو گئی
تو اٹا گھر والوں کو ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیتا ہے۔

ان لوگوں نے ملک بہ ملک اس قوم کی برائیاں بتانا شروع کر دیں ان
کا یہ سارا ڈرامہ ایسا ہی ہے جیسے فاحشہ، بدعاش اور اچکی عورتیں نیک، پارسا
شریف خاندانوں کی عورتوں والا لباس اوڑھ لیں اور شریف گھرانوں میں پہنچ کر

ان کی شرافت پر طنز کہ ڈالنا شروع کر دیں اور ان کی عزت و حرمت لوٹ کر ان کے
ذریعہ اپنی بدعاشی کے اڈوں کو زینت بنائیں اور بہتر نمونہ کے طور پر گاہکوں کے
پھنسانے کے لئے پیش کریں۔

میواتیوں کے ساتھ ان کا معاملہ یہی ہے، لیکن اگر کوئی دانا شخص صرف
لباس و نقاب ہی نہیں بلکہ قد و کاٹھ، رفتار و گفتار کا ایسا ماہر ہو کہ وہ
بہرہ رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش
من انداز قدرت رومی شناسم

اور مثلاً شریف عورت کو فاحشہ مکارہ عورت جو ساتھ لئے جا رہی ہو اور
دانا شخص چور ہے پر اس کا نقاب ہٹا دے تو سب دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائیگا
کہ یہ فلاں بدعاشی اور ایمان و عزت و عصمت کو لوٹھنے اور ضائع کرنے والے
اڈا کی دلا رہے ہے۔

اس جماعت کا ظاہر شرافت ہے اور باطن خیانت سے لبریز اور اگر
دھوکے سے اس کے ساتھ جانے والی کا نقاب ہٹے تو اس کے ساتھ چلنے
کی برائی میں تو ملوث ہوگی لیکن اس کا ظاہر و باطن بے دانع نظر آئے گا اور لوگ
اس کے ساتھ چلنے کو دھوکہ میں آجائے پر محمول کریں گے۔

بعینہ اس جماعت کا معاملہ بالعموم جملہ اہل اسلام اور بالخصوص میواتیوں
کے ساتھ ہے۔

بفصد تھالے میں نے اب اس جماعت کے چہرہ سے وہ دلفریب نقاب
اٹھا دیا ہے اور عوام و خواص اہل اسلام کے سامنے اب اس کی اصل بد صورت کو
پیش کر دیا ہے،

میرا مقصود اس مختصر سے صرف اور صرف یہ ہے کہ سادہ لوح اور دیندار

لوگوں کو جو تبلیغی کتاب لے کر آئے ہیں سبھی کو اپنی ذاتی خواہش کے مطابق راہ راست سے ہٹا کر باغی ہو جانے کے لئے ڈالتے ہیں۔ اس سے یہ لوگ پرجہ جانی اور تبلیغیوں کے عقیدہ سے واقف ہو جائیں۔

نیز میں نے یہ سوچا کہ میری قوم کی آئندہ نسلیں جب اپنی مسخ شدہ تاریخ کو دیکھیں گی تو دانشوران قوم کو ہرگز معاف نہیں کریں گی اور یہ کہیں گی کہ کیا ہم میو راجپوت ایسے ہی غصے جیسے تبلیغی جماعت والوں نے ملک بہ ملک بذریعہ تخریب ہمیں پیش کرنے کی کوشش کی ہے؟ اور اگر ہم ایسے نہ تھے تو کیا ہماری قوم میں کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہو سکا جو اپنی قوم کا صحیح نقشہ پیش کر دیتا اور تبلیغی جماعت کے مفادات کا قلع قمع کر کے بہادر منشورا بنا دیتا اور اپنی قوم کے صحیح راستہ والے (جو تبلیغیوں کے جھانے میں آکر اپنی قوم کو بدنام کراتے اور بسترے اٹھائے پھرتے ہیں) لوگوں کی رہنمائی کرتا اور بتاتا کہ ان لوگوں کی ساری کوششیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے وقف ہیں۔

ہرگز بمنزل نہ رہی اے اعرابی

آل راہ کہ تو میری بہتر گمان است

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر بات کو باحوالہ پیش کیا جائے ناظرین کے کلام سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور خامی محسوس کریں تو مجھے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تدارک کیا جاسکے، میں امید کرتا ہوں کہ میرے احباب کمی بیشی کی اطلاع باحوالہ دیں گے اور میری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے اور اللہ تعالیٰ سے اجر جزلی کے مستحق ہوں گے۔

اور دیگر مذاہب یا یہی تبلیغی جماعت والے جن کا اس کتاب میں آپریشن کیا گیا ہے، کسی اشکال میں مبتلا ہوں اور حق بات تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو بالمشافہہ گفتگو کے ذریعہ اشکال رفع کر اسکتے ہیں کہ طالب حق کی تسلی اور تشفی بہادر اولین فرض ہے، اور جو کوئی عناد ہی مناظرے کے لئے تیار ہو تو میں تازیست مناظرہ کے لئے تیار ہوں اور

میں اعلان کرتا ہوں

کہ اس کتاب کے ایک حوالہ کو غلط ثابت کرنے والے کو

مبلغ پانچ سو روپے

انعام دینے کو تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس کوشش کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

خادم العلماء: محمد عبد الغفور التوری

مہتمم دارالعلوم فیض العلوم

راستے وٹہ

ضلع لاہور

درو اور جو شس بیان اور کچھ لکنت کی وجہ سے اکثر اوقات گفتگو
الچھ جاتی تھی اور مفہوم واضح نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس وجہ سے
نوادرد کے ذہن میں انتشار اور طبیعت میں توجہش پیدا ہو جاتا
تھا اور وہ تھریک کا مغز نہیں سمجھنے پاتا تھا۔“

معلوم ہو کہ الیاس جب گفتگو کرتا تھا تو پاس بیٹھنے والے اس کی
بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے بلکہ ان کا ذہن منتشر ہو جاتا تھا اور طبیعت میں وحشت
پیدا ہو جاتی تھی کہ آخر یہ کیا کہ رہا ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے؟
آپ انصاف کیجئے کہ جس شخص میں بات کہنے اور سمجھانے کی قوت
اور سلیقہ ہی نہیں، وہ تو خود محتاج ہے، دوسروں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے؟
ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے! اسی کتاب میں الیاس صاحب ایک خط
کے ضمن میں (ص ۲۲۴، ۲۲۵) لکھتے ہیں:

”بندہ ناچیز اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحریک کی حالت میں
ہے، اپنے میں مغز کی بات ادا کرنے کی اہلیت بھی نہیں، عمل تو
درکنار اور عادات خداوندیہ اٹل۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تبلیغی کام میں پریشان و حیران تھا اور
اپنی بات صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر تھا، نیز اور بات بھی کہی کہ: ”عادات خداوندیہ
اٹل“ یہاں عادات خداوندیہ سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ
عادات خداوندیہ سے اس کی مراد وہی ہے جسے یہ پہلے بیان کر چکا ہے کہ
ان کے نزدیک مسلمان کافر ہیں۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۵ پر ہے:

”اللہ رب العزت کی یہ عادت جاری رہے کہ جب انسانوں

میں گمراہی۔۔۔۔۔ عام ہو جاتی ہے تو اللہ رب العزت انسانوں
کی ہدایت کا غیب سے انتظام فرماتے ہیں، چونکہ اس زمانے
میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور مادی اسباب کو ارباب کا درجہ
دیا جا چکا ہے اس لئے حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر
ان پر اس زمانے کی ہدایت کے۔۔۔۔۔ طریقے منکشف فرمائے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کا اشارہ کہ ”عادات خداوندیہ اٹل“ ان لوگوں
کی مشرت میں ”ہمسری با انبیاء برداشت مند“ کی بدلو تو ہمیشہ ہی ہے لیکن تعجب تو
ان پر ہے جو بلا سوچے سمجھے ان کے ہمراہ چل دیتے ہیں۔

الیاس بکتارہت تھا

وہ خود کہتا ہے:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

ٹھیک ہے مثل انبیاء بننا اور اپنی تحریک کے اصولوں کو الہامی کہنا اور
تمام مسلمانوں کو کافر کہنا وغیرہ بک بک نہیں تو اور کیا ہے؟

مزید دیکھئے، دینی دعوت، ص ۲۲۰ اور دینی تحریک، ص ۲ پر ہے:
”ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لاغر جسم، پستہ قد اور غیر نمایاں
شخصیت کے ساتھ لکنت کا بھی شکار تھا اور مشکل سے اپنی
کسی بات کو صاف طور پر ادا کر سکتا تھا، یہی وہ حیرت انگیز وجود
ہے جس کو لوگ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے
جاننے لگے۔“

یہاں صاف معلوم ہو گیا کہ کتنا درست تھا کیونکہ خود اعتراف کر رہا ہے
پھر خود پاگل و دیوانہ بنا کیونکہ جنون کا معنی ہی یہ ہے اور کتنا بھی دیوانگی ہی پر
دلائل کرتا ہے، پھر قد پستہ محاورہ تو اس کا معلوم ہی ہو گا، شخصیت غیر نمایاں
صاف طور سے کوئی بات ہی ادا نہیں کر سکتا تھا۔

ایکس مشکل کشا ہیں

دینی دعوت، ص ۳۸ پر لکھا ہے کہ مولوی الیاس جسیول کے لئے روم
کے عارف نے کہا ہے کہ

اے نقائے تو جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

یعنی اے وہ ہستی کہ آپ کی ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے، آپ
سے بغیر کسے مشکل حل ہو جاتی ہے۔

دیکھئے یہاں صاف اقرار کیا ہے کہ ایکس مشکل کشا ہے حالانکہ ان
کے نزدیک غیر اللہ کو مشکل کشا ماننا شرک ہے۔

صحابہ سے برابری

دینی دعوت، ص ۳۸ میں ہے :

”مولانا خود اس چودھویں صدی میں قرن اول کے
خزانہ عامرہ کا ایک موقی تھے“

قرن اول خَيْرُ الْمُؤْمِنِينَ قَرْنٍ فِي ثَمَرِ الْذِينَ يَلُؤْنَهُمْ
ثَمَرُ الْذِينَ يَلُؤْنَهُمْ، یہ زمانہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ

میں آگیا ہے، یعنی الیاس ہے تو زمانہ نبوی کا مگر اب یہ چودھویں صدی میں آگیا ہے

ایکس قدرت الہی کی نشانی ہے

دینی دعوت، ص ۳۰ پر ہے :

”ایسی شخصیت (جیسی مولوی الیاس کی ہے)، اللہ تعالیٰ

کی قدرت کی نشانی ہے“

استغفر اللہ! کتنی بڑی گستاخی ہے کہ اگر کسی نے خدا کی طاقت کا
اندازہ لگانا ہو تو الیاس کو دیکھیں تو خدا کے قادر ہونے کا صحیح اندازہ ہو جائے گا
نمود باللہ من ذلک۔

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت والوں کا کہ مولوی الیاس کو خدا کی نشانی
کہہ دیا حالانکہ اس کی طاقت یہ ہے کہ وہ بے چارہ ایک میواتی کا گھونسہ بھی
برداشت نہ کر سکا۔

دیکھئے تبلیغی تحریک، ص ۱۰ پر ہے :

”ایک مرتبہ ایک میواتی پر تبلیغ کر رہے تھے کہ وہ

بجڑ گیا اور آپ کو ایک گھونسہ رسید کر دیا، مولانا الیاس صاحب

دُبلے پٹے کمزور آدمی گھونسہ کی تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑے“

کچھ دیر کے بعد جب ان کے حواس بجا ہوئے تو گرد جھاڑ کر لکھتے،

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ کو پچھلے حوالے سے ملائیں گے تو

پتہ چلے گا کہ ان کے نزدیک خدا کی طاقت بس اتنی سی ہے کہ گھونسہ کی تاب

نہ لا سکے اور جو اس طاقت کا مالک ہوا سے خدا کی نشانی قرار دینا کیسی کفر

کی بات ہے؟

دیکھئے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی کس قدر حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور اپنی
قوت و قدرت کا اظہار فرماتا ہے :

بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو کچھ آپ کی جانب نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

دیکھا آپ نے ایسا (جو قدرت الہی کی نشانی قرار دیا گیا ہے) تبلیغ کرے تو اسے گھونہ پڑے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہے کہ آپ بے جھجک تبلیغ کریں، کوئی آپ کا بال بھی بیکیا نہیں کر سکے گا کیونکہ تیرا محافظ میں ہوں۔

تبلیغی جماعت کا مکتبہ صفحہ پہلے

دینی دعوت، ص ۱۸۵ پر ہے :

” بہت اور جاہل طبقہ پر نرم و شفقت اور ان کی تعلیم و تبلیغ کی فکر و حرص، بڑے اہتمام سے ایک مکتب سڑک کے کنارے مسجد سے متصل اور ایک مکتب آگے بڑھ کر چوراہہ پر قائم کرایا، اس میں حقہ۔۔۔۔۔ کا اہتمام کرایا اور۔۔۔۔۔ مبلغین کو تاکید کی کہ وہاں بیٹھیں اور آنے جاتے۔۔۔۔۔ کو محبت و شفقت سے بلائیں، حقہ۔۔۔۔۔ سے ان کی تواضع کریں، اس کا مولانا (الیاس صاحب) کو اتنا اہتمام تھا کہ۔۔۔۔۔ ان کے حقہ۔۔۔۔۔ کے اہتمام کی فضیلت اور ثواب بیان کرتے تھے۔“

اس کتاب کے اسی صفحہ کے حاشیہ یا پر یہ درج ہے :
 "مکتب کے لفظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ناظرین، مروج
 قسم کا کوئی مکتب یا مدرسہ نہ سمجھ لیں، اس مکتب کی حقیقت بس
 یہ ہوتی تھی کہ ٹاٹ کے قسم کا کوئی فرش ایک درخت کے نیچے
 بچھا دیا گیا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی حقہ۔۔۔۔۔ کے ذریعہ
 ۔۔۔۔۔ دین کی تلقین کرنا۔۔۔۔۔ بلکہ سر راہ کے ان
 مکتبوں کی بھی اصل غرض و غایت تھی،"

اس عبارت سے چند باتیں ثابت ہوئیں :-

۱۔ مکتب تبلیغی جماعت کے نزدیک حقہ کی محفل کو بھی کہا جاتا ہے حالانکہ

لغت میں اس کا معنی کتابوں کی یا لکھنے کی جگہ ہے اور مجازاً مدرسہ یا سکول کو مکتب کہتے ہیں، دیکھئے لغات کشوری، ص ۴۹۲ اور غیاث اللغات، ص ۴۴۱ "جائے کتاب یعنی کتاب کی جگہ،

اس مکتب حقہ پرست یعنی گھٹیا لوگ اور جاہل قسم کے آدمی ہی آتے تھے کیونکہ یہ مکتب انہی لوگوں کو پھنسانے کے لئے تھا۔ الیاس صاحب نے اس حقہ والے مکتب کی خاطر پڑھنا پڑھانا اور دکھ و شغل چھوڑ دیا،

۲۔ الیاس صاحب حقہ کی فضیلت و ثواب بھی بیان کیا کرتے تھے کیونکہ ثواب فضیلت کی توان کے ہاں مکان کھلی ہے جس کو چاہیں، جتنا چاہیں، جب چاہیں، جس چیز پر چاہیں عنایت کر دیں، یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک حقہ فضیلت والی چیز ہے۔

۳۔ اس میں تبلیغیوں نے یہ بھی بتا دیا کہ ہم ایسے لوگوں کو اپنی جانب کھینچتے تھے۔ ۴۔ غلط فہمی خود غشی کو ہوئی اور مکتب کی حقیقت کو من گھڑت حقیقت میں تبدیل کر کے غلط فہمی کی نسبت ناظرین کی طرف کر رہا ہے نیز خود بھی وہی حقہ بیان کر گیا اور مکتب بھی کہہ گیا کہ "ان مکتبوں کی یہی اصل غرض و غایت تھی، کہ راہ چلنے والے مسافروں کے عقائد کو خراب کیا جائے اور دین کی یہ یقین کفائ کے لئے تھی کہ مسلمانوں کے لئے۔

مزید دیکھئے اسی کتاب کے ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ پر ہے :

"ہندوستان کے اکناف و اطراف کے بکثرت مسلمان، حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آتے اور راستہ میں تازہ حقہ، ٹھنڈا پانی دیکھ کر دم لینے کے لئے ٹھہر جاتے اور اتنی دیر میں مبلغین اپنا کام کر جاتے،"

دیکھا مسلمانوں! آپ نے! یہ ہے جال اور یہ ہے ان کا مکتب جس کے لئے دینی درس اور ذکر و شغل الیاس صاحب نے چھوڑے، خود لکھ گئے کہ آلے والے مسلمان تھے، کافر نہ تھے، پھر یہ کہ وہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دور دراز سے آتے تھے۔ بتاؤ جو اکناف و اطراف ہندوستان سے زیارت کے لئے آتے تھے وہ مسلمان نہ تھے؟ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ سے واقف نہ تھے؟ پھر صاف کہہ گئے کہ اتنی دیر میں ہمارے مبلغین اپنا کام کر جاتے! یہ کام کرنا، مسلمانوں کے ایمان و عقائد کو خراب کرنے کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

حقہ پکار کر کام کر جانے والوں کے اجر و ثواب کے متعلق الیاس صاحب کا ارشاد سنئے :

مذکورہ کتاب کے ص ۲۰۴، ۲۰۵ پر ہے :
"تم بہت اور جوانمردی کے ساتھ خوشی سے میرے دین کی خدمت کے لئے ہجر و فرقت پر راضی ہو کر چھوڑے رکھو۔"
آگے لکھتے ہیں :

"مولانا (الیاس) کے نزدیک تبلیغ میں مشغولی کے سوا اگر کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نفلیں پڑھے اور ایک قرآن روزانہ ختم کرے یا لاکھوں روپے صدقہ و خیرات کرے تو بھی ان لوگوں کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا۔"

دیکھا آپ نے! یہ ہے تبلیغی جماعت اور اس کا پیشوا الیاس کہ حقہ رکھ لیا اور پانی رکھ لیا، بزرگوں کی زیارت کے لئے آنے والے

صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقائد ضرب کرنے والے شرکاری رکھے ہوئے تھے انکو ثواب کی یہ بشارت دینا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں حالانکہ یہ لوگ بقول اہل حق جاہل ہوتے تھے، علم و ذکر ان میں نہیں تھا، یہ کسی کی اصلاح نہیں کر سکتے تھے یہ ثواب کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ خود الیاس صاحب کی نفسانی کتاب میں تھا کیونکہ تبلیغی جماعت تو اس بات سے کی فائل ہے کہ مولوی الیاس صاحب اپنی طرف سے جس کو جتنا چاہتے ثواب ارشاد فرماتے ہیں۔

الیاس کی قوتِ حکمرانی

تبلیغی جماعت کے نزدیک مولوی الیاس صاحب کی قوتِ فکر یہ قرآن، حدیث، تفسیر فقہ کے کتابی علم سے اونچی تھی چنانچہ دینی دعوت طرز پر تحریر ہے :

”ان مولوی الیاس صاحب کی قوتِ حکمرانی اور ذکاوت حکمتِ انی علم کی سطح سے اونچی ----- تھی، وہ اس بارہ میں اپنے باریک بین اور حاضر دماغ تھے کہ ایک سہی کام میں الگ الگ ----- ہر شخص کی سطح کے مطابق ----- خصوصی فائدہ اور اجر و ثواب کی رہنمائی کرتے تھے۔“

اس عبارت سے یہ نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں :

۱۔ کہ کتابی علم چاہے قرآنی ہو یا تفسیر یا حدیث یا فقہ یا تصوف وغیرہ ہر صورت وہ کتابی تو ہے قرآن پاک کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے ذَلِیْلَتِ الْکِتَابِ لَا سَیْبَ فِیْہِ یَا کِتَابُ مُبِیْنٌ جیسے کلمات قرآن کے کتاب ہونے پر صراحتِ وال ہیں اور کتبِ سماوی سے قرآن پوچھتی کتاب

۱۔ اور دیگر علوم کی کتب جن کا ماخذ قرآن پاک ہے، ان سب کی سطح سے الیاس کی قوتِ فکر یہ اونچی تھی، معاذ اللہ! یہ کتنی کفریہ بات ہے جو اہل علم سے مخفی ہیں۔

۲۔ الیاس حاضر دماغ تھا، اپنے دماغ سے جو بات چاہتا بنا لیتا۔

۳۔ اجر و ثواب ہر شخص کو جتنا چاہتا اپنی طرف سے چھولی بھر دینا اور جس کو چاہتا اتنا دینا کہ اس کے گھر میں بھی جگہ نہ رہتی، نہرا ثواب ہی ثواب ہو جاتا کیونکہ دینا جو اپنی نفسانی کتاب سے تھا، پھر ہر شخص کو اس کی سطح کے مطابق دیتا۔

۴۔ یہ بھی پتہ چل گیا کہ تبلیغی جماعت والے جس ثواب کی امید لگائے بیٹھے ہیں، اس کا خدا و رسول سے کوئی تعلق نہیں وہ تو الیاس کی طرف سے ہی ہے، خدا اہل اسلام کو اس سے محفوظ رکھے۔

۵۔ یہ سبق بھی ملا کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک قرآن و حدیث و تفسیر و دیگر علوم کی کچھ قدر و قدر نہیں ہے۔

(۱) الیاس کے دلی مقصد کو کوئی نہیں جانتا

(۲) لوگ اندھا دھند الیاس کے پیچھے لگ گئے

دیکھئے دینی دعوت، ص ۱۵۲ پر ہے :

” (الیاس صاحب) اپنے خیال کی ترجمانی میں کو تاہی یا تسامح سن کر ----- زبانِ حال سے کہتے ہیں ۔“

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من
وز درون من بخت اسرارِ من
یعنی ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا ساتھی ہو گیا ورنہ میرے
اندرونی قلبی ارادوں سے کوئی واقف نہیں ہو سکا،

اس سے بہرہ پہنچا کہ الیاس صاحب کا مقصد اس تبلیغ سے کچھ اور
ہی تھا، اگر فقط کلمہ وغیرہ یاد کرنا ہوتا، جیسا کہ بعض سادہ لوح سمجھتے ہیں، تو یہ نہ
کنتا کہ اپنے گمان کے مطابق ہر ایک میرا پار ہو گیا اور میرے راز کو کوئی نہیں
سمجھ سکا، بلکہ صاف کنتا کہ میرا مقصد اس تبلیغ سے یہی روزہ نماز ہے لیکن
چونکہ درپردہ کچھ اور مقاصد بھی تھے جن کا برملا اظہار ماحول کے مطابق درست
نہ تھا اور وہ ان کے حق کی ادائیگی تھی جن کو یہ اپنے جسم و جان سمجھتا تھا،
(دیکھئے دینی دعوت ص ۵۹)

گنگوہی اور اشرف علی الیاس کے جسم و جان تھے

"مولانا گنگوہی اور اشرف علی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق
تھا، فرماتے تھے (قول الیاس) یہ حضرات میرے جسم و جان میں
بسے ہوئے تھے، اسی لئے الیاس صاحب کو یہ قتل رہتا تھا کہ
ان کا کچھ حق ادا ہو جائے"

ایک بار فرمایا،

"حضرت مولانا تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا
ہے، بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ
میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی" (مغولات مولانا محمد الیاس)

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے الیاس صاحب کے دل کے رازوں میں سے
ایک راز، کہ صاف کہہ دیا کہ میرا مقصد تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کیا ہیں؟
مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" ص ۸ پر حضور عالم ماکان
والمومن صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق لکھا ہے:

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبولِ زید
صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض
غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں
حضور کی ہی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر
مسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"

دیکھئے حضرات! یہاں اشرف علی تھانوی نے اس بات کی تصریح
کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا
ہر شخص اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے، یہاں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم کو نیچے پاگل، ہر قسم کے جانور اور چار پائے کے علم کے ساتھ تشبیہ
و کرم کر سکتا گناخی کی، جو کفر ہے اور اسی عبارت کی بنا پر اشرف علی تھانوی پر
کفر کے فتوے بھی لگے۔

فتویٰ کفر از علماء دیوبند

غلیل احمد صاحب انیسٹروی دیوبندی اپنی کتاب (المہند) کے ص ۳۰

پر لکھتے ہیں:-

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم نہیں کے

علم کے برابر سمجھے یا کہے، وہ قطعاً کافر ہے۔
اصل عبارت یہ ہے :

وَتَتَقَنُّ بِأَن يَغْتَقِدَ مُسَاوَاةَ عَلِيٍّ
السَّيِّئِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ زَيْدٍ وَبَكْرٍ
بِهَاتِهِ وَمَجَانِبِينَ، كَافِرٌ قَطْعًا.

یاد رہے کہ کئی مولوی محمود الحسن دیوبندی (جسے تبلیغی جماعت شیخ الحدیث
کہتی ہے اور یہ الیکس کا استاد بھی ہے) مفتی کفایت اللہ دیوبند اور
خود مولوی اشرف علی تھانوی کی تصدیق شدہ بھی ہے، اس کے حوالہ سے بھی
تھانوی صاحب کافر قرار پائے صغ

لو آپ اپنے جال میں صیاد پھنس گیا

نیز "اشد العذاب" ص ۱۲، ۱۳ میں مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات و
ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند، ساکن چاند پور ضلع بجنور (انڈیا) لکھتے ہیں :
"بعض علماء دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خائن نہیں جانتے، چوپائے عجائبات (یعنی
پاگلوں) کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے برابر کہتے
ہیں، شیطان کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے
زائد کہتے ہیں لہذا وہ کافر ہیں، تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ

لے برائین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹوی ، ص ۵۱

عہ تذریات کس از قاسم نقوی بانی دارالعلوم دیوبند ، ص ۳۲

لے حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی ، ص ۸

خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہ وہ کافر ہے،
مرتد ہے، ملعون ہے، لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط
کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔۔۔۔
۔۔۔۔ اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے
ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان
علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ (مولانا احمد رضا خاں
بریلوی) ان (بعض علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہتے تو خود کافر
ہو جاتے۔

اشد العذاب کی مذکورہ عبارت لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان تینوں
کفریہ باتوں میں سے ایک بات وہی ہے جو اشرف علی تھانوی نے
حفظ الایمان میں لکھی ہے اور جس کی بنا پر اس پر کفر کے فتوے لگے۔ لہذا
لاحجت ہو گیا کہ تھانوی صاحب کی یہی وہ کفریہ تعلیم ہے جسے عام کرنے
کے لئے الیکس صاحب بے تاب تھے۔

نیز اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان گستاخانِ مصطفیٰ کو کافر
کہنے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اہل علم اپنا بچاؤ کر سکیں، اس لئے کہ اگر ان کو
کافر نہ کہیں تو خود کافر ہو جائیں، اسی لئے تو امام اہل سنت مجددِ مائتہ حاضرہ
مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کو دشمن بھی مان گئے
اور اپنے منہ اپنے اکابر، اشرف علی تھانوی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد
انبیٹوی جیسوں کو کافر و ملعون و مرتد کہہ گئے صغ
مدعی لاکھ پو بھاری ہے گواہی تیری

اب مجھے مختصراً یہ بتانا ہے کہ آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ یہ تعلیم
اشرف علی صاحب دہلوی کی جس پر کفر تک کے فتوے خود اس کے مسکن
کے مولویوں نے لگائے اور اسے ایسا بانی تبلیغی جماعت، عام کرتا ہوں
اب یہ کافر قرار پانے والا اشرف علی، ایسا صاحب کی جسم و جان اور
کی بنا پر وہ کافر قرار پایا وہ اس کی یہی تعلیم جسے ایسا عام کرنا چاہتا تھا
اور اپنے تبلیغیوں کو اس کی کتابوں کے مطالعہ کی تاکید کرتا تھا اور اس کے
تربیت یافتہ تنخواہ دار بھی اس اشاعت کے لئے شروع میں رکھے،
اب آپ خود نتیجہ نکالیں کہ جس کے اندر کفریہ تعلیم اور تعلیم والا
دونوں ہی ہوں آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟

فیصلہ ناظرین پر ہے، میری طرف سے نہیں، میں نے تو
ان کی عبارات نقل کر دی ہیں تاکہ ناظرین کو ایسا صاحب کی اس بات
کا بھی پتہ چل جائے کہ

برکے از ظن خود شد یا بہ من
وز درون من نجست اسرار من

تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی
خدمت سمجھتی ہے

ناظرین کو معلوم ہو گا کہ شاہ اسماعیل دہلوی، جسے تبلیغی جماعت
شہید کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پہلا وہ شخص ہے جس نے ہندوستان
میں عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی ترویج و اشاعت کی اور تقویت الایمان

مذکورہ بالا خواں شائع کی اور صراط مستقیم لکھی اور ان میں وہ باتیں درج
کیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں حالانکہ تبلیغی جماعت انکی
اس تحریک کو خالص دینی تحریک قرار دیتی ہے۔

دیکھئے دینی دعوت ص ۱۳۰، حاشیہ ۱۱ میں ہے :

”شاہ اسماعیل شہید کی تحریک ----- ہندوستان

کی آخری عمومی تحریک تھی جو خالص دینی بنیادوں پر اٹھائی
گئی تھی۔“

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جسے تبلیغی جماعت خالص دینی تحریک سمجھتی ہے
ایا وہ واقعی دینی ہے یا بے دینی؟ اس سے آپ کو تبلیغی جماعت کی تحریک
کا بھی اندازہ ہو جائیگا کہ جب ان تبلیغیوں کے نزدیک یہ تحریک خالص دینی
ہے تو پھر ان کی تحریک اس سے بھی بڑھ کر ہوگی کیونکہ مثل مشہور ہے کہ
”بڑے میاں تو بڑے میاں پھوٹے میاں سبحان اللہ!“ یا پنجابی مثال
ہے کہ ”گھر و جہناں دے پٹنے چیلے جان سڑپ“
اب اس دینی تحریک کا ایک اور ایمان سوز کارنامہ دیکھئے :

نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اپنے گدھے
اور بیل کے خیال سے بھی یاد رکھو

صراط مستقیم، ص ۸۶، سطر ۳ پر ہے :

”ازدوسوہ نہ نا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و
مروء بہت بسوئے شیخ و امثال آل اند معظمین گو جناب

رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاو
خبر خود است،

” یعنی زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی ہم بستری کا خیال
بہتر ہے اور دھیان کو اپنے شیخ یا انہی جیسے عظمت والے
(اہل اللہ) چاہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں کی
طرف خیال کرنا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے
سے بھی بدرجہا زیادہ بُرا ہے۔“

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے وہ تحریک جسے تبلیغی جماعت اسمعیل
دہلوی کی خالص دینی تحریک کہتی ہے اور جس کے تصور ہی سے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں، حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کو آخر حضور پاک
سے اتنی عداوت کیوں ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک
تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا جہنمی اور
ملعون ہے کیونکہ اس میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین
ہے۔

مزید دیکھئے تقویۃ الایمان، ص ۸، سطر ۱۱ پریشکو نہ چھوڑا :

” اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت

اور پری میں کچھ فرق نہیں۔“

حضرات دیکھ لیجئے یہ ہے اسمعیل دہلوی جس کی تحریک کو یہ لوگ
دینی تحریک کہہ رہے ہیں، اب آپ انصاف فرمائیں جو شیطان کو انبیاء
کے برابر کہے وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ اور کیا آپ نہیں سمجھے کہ اس کو

ایمان سے کس قدر لگاؤ اور پیار ہے، کیا یہ لوگ مقبول و مردود میں بھی
ایمان نہیں کر سکتے اور یہ ہے وہ تبلیغی جماعت جو درپردہ اپنے سینے میں
عداوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لئے بیٹھی ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی الیاس کا دلی مقصد خطرناک تھا

دینی دعوت، ص ۲۳۲ پر ہے :
” انہوں (الیاس) نے جس کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا
تھا اور جس کی دعوت دی تھی، وہ ان کے ماحول سے بالکل
مناسبت رکھتا تھا اور اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے
بہت بلند تھا، اس لئے اپنے بلند عزائم اور اپنے دلی
کا اظہار بہت کم کرتے تھے اور اسْتَعِیْنُوا عَلٰی
الْمُؤْرَکِّہِ بِالْکِتْمَانِ پر عمل تھا پھر بھی کبھی کبھی اس کا
ترشح ہو جاتا تھا۔“

ایک مرتبہ اپنے (خاص) عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم اے علیگ)
سے فرمایا :

” ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پانا نہیں۔“

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں :

۱۔ جس مقصد کے لئے الیاس صاحب نے تبلیغی جماعت کا سلسلہ
شروع کیا تھا وہ ہر ایک کی سمجھ میں آنے والا نہیں تھا۔

۲۔ اور جو الیاس صاحب کے ذہن میں خاک تھا وہ عجیب تھا اگر یہ اس کا بڑا اظہار کرتے تو یہ تحریک اور منصوبہ پہلے ہی قدم پر ختم ہو جاتا۔
 ۳۔ اس مقصد کو الیاس صاحب کے ماحول سے کچھ نسبت نہ تھی، وہ کام اور مقصد تو اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے بھی بہت بلند تھا۔
 ۴۔ جب وہ اتنا بلند تھا تب ہی تو اس کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ مقصد کسی چور دروازے سے داخل ہو کر ہی پورا ہو سکتا تھا۔

۵۔ الیاس کا کام و مقصد اگر ہی دین و اسلام کے احکام اور احیاء سنت مراد ہوتا تو اس کے اظہار میں کوئی چیز مانع تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الشَّرْشِدُ مِنَ الْغَيِّ۔ یعنی دین میں کچھ زبردستی نہیں، بے شک ہدایت، مگر ابی سے خود جدا (ممتاز) ہو گئی ہے۔ (پہلے رکوع ۲)

۶۔ یہ کہ الیاس خود داعی بنا اور اس کو داعی کسی نے ماننا نہیں تھا کیونکہ دعوت بڑی چیز کی دی اور وہ چیز اس کی اپنی نفسانی اور نفس کا منصوبہ تھا تبھی تو چھپاتا تھا اور اسْتَعِينُوا عَلَىٰ أُمُورِكُمْ بِالْكَتْمَانِ "اُمُورِكُمْ" میں "اُمور" مضاف اور "كُم" مضاف الیہ، جس کا مرجع "استعينوا" کے مخاطبین ہیں جو "استعينوا" کا فاعل اور اپنے ذاتی امور میں استعانت بالکتمان کے مامور نیز امور مراد ذاتی نہ ہوتے تو کم کے بجائے امور الاسلام یا امور دین یا امور اللہ و رسولہ وغیرہ آتا جبکہ صاف طور پر الیاس نے کہہ دیا کہ "میں جناب محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی روح پاک کو اپنی اس اسکیم کے زندہ ہوئے

بغیر بے چین پارہا ہوں" (اکابر کے خطوط ص ۶۸)
 دیکھا آپ نے؟ یہاں صاف اپنی اسکیم کہہ گیا، خلاصہ یہ کہ تم اپنے (ذاتی) امور میں (کامیابی حاصل کرنا چاہو تو) کتمان یعنی (چھپانے) سے مردلو، تو چھپانے کے باوجود نہ شمع ہو گیا۔

اور الیاس صاحب نے پہلے تو کہا کہ میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لیکن چونکہ عشق اور مشک چھپانے سے چھپ نہیں سکتے، ایک خاص مطلوبہ مقصود تھا جس جنون میں کئی دفعہ ایسا مجنون ہو جاتا کہ بزرگوں کے منصب و منزلت کو نظر انداز کر دیتا۔

الیاس صاحب بزرگوں کے منصب و منزلت کی پرواہ نہ کرتے تھے

دینی دعوت، ص ۲۳۸ الیاس صاحب کہتے ہیں:
 "مجھے غلبہ جنون میں آسمان منزلت بزرگوں کے منصب

بھی نظر میں نہیں رہتے۔"

اور یہ بھی کہتا رہتا تھا مہ

"بک رہا ہوں جنوں میں کب کیا کچھ
 کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

(دینی دعوت، ص ۲۳۸)

لیکن کیا آپ سمجھ کر یہ جنون کیا تھا اور کس چیز کا تھا جس کی بنا پر آسمان منزلت بزرگوں کے منصب بھی نظر میں نہ رہتے، ارے یہی وہ جنون تھا جو

نہی جس پر قرآن مجید نے ان کو مغبوب اور ملعون قرار دیا ہے۔
 نیز اس تبلیغ کا مقصد بیان کرتے ہوئے دعوت تبلیغ مشا پر یوں لکھتے ہیں:
 ”اس کام (تبلیغی جماعت بنا کر چلنا پھرنا) کا اصل مقصد
 جس کے لئے ہماری اصل دعوت ہے، موجودہ مسلمانوں میں
 حقیقی ایمان..... پیدا کرنا اور موجودہ مسلمان قوم کو (جو
 اپنی اصلی دینی..... حیثیت کھو چکی ہے) پھر سے صاحب
 دین..... کرنے والی امت بنانے کی کوشش کرنا۔
 سو یہ مقصد اور اس کے لئے..... جدوجہد
 تو ہے ہمارے نزدیک فرض، قطعاً فرض اور نہایت اہم درجہ
 کا فرض۔“

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے تبلیغی جماعت جس کے نزدیک
 اپنی ذات کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:
 ۱۔ یہ تبلیغی جماعت کتنی بے اور جو نظر یہ اس نے قائم کیا ہے وہ یقینی ہے
 کوئی شک و شبہ والی بات نہیں، تب ہی انہوں نے تبلیغی کام مسلمانوں
 میں شروع کیا۔

۲۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت و جمیع مدعیان اسلام ان کے نزدیک
 ظاہر و باطن ہر طرح سے غیر مسلم اور بے ایمان ہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک تمام مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح مغبوب
 اور ملعون ہیں۔

۴۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان اپنا دین و ایمان کھو چکے ہیں۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان مرتد ہو گئے، یہ پھر سے ان کو صاحب
 دین بناتے ہیں تب ہی ان کے نزدیک یہ زافرض نہیں بلکہ قطعاً فرض
 اہم درجہ کا فرض ہے۔

مسلمانو! غور کرو جب سواد اعظم ہی ان کے نزدیک مسلمان نہیں،
 جس کے متعلق ہمارے آقائے پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عَلَیْكُمْ
 بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ فَإِنَّ مِنْ شَدِّ شَدِّ فِي النَّارِ، جس کی
 اتباع کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دیں، اس میں شامل رہنے والے کو
 جنتی، نکلنے والے کو جہنمی کہیں تو تبلیغی جماعت والے کدھر جائیں گے اور
 اپنے پیروکاروں کو کدھر لے جائیں گے اور پھر ان کو حضور پاک کے ارشاد
 کا پاس رہا؟ یا پھر یہ خود ہی کوئی نئی امت کے تصور میں غرق ہے جیسا کہ
 اس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔

اور پھر ان کے نزدیک نبی کے حکم کی تعمیل ضروری نہیں ہے چنانچہ
 تعلیم اور تبلیغ، ص ۱۲، طر ۲ پر لکھا ہے:
 ”اگر حضرات انبیاء بھی کوئی بات کہیں تو اس کا ماننا
 بھی ضروری نہیں ہے۔“

دیکھا یہ عقیدہ ہے تبلیغی جماعت کا کہ انبیاء بھی کوئی بات کہیں تو
 اس کا ماننا ضروری نہیں ہے، اگر انبیاء کریم علیہم السلام کی بات ہی ضروری
 نہیں تو بتاؤ پھر کس کی بات ضروری ہوگی جسے مانا جائے گا؟

تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے
 حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن معنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز
 پڑھ رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بلایا تو وہ نماز پڑھ کر

آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ :

”اے ایمان والو! جواب دو اللہ اور اس کے رسول کو جب اس کا رسول تمہیں بلاوے“

دیکھئے یہاں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول ہیں اور صرف سلام پھیرنے اور نماز پوری کرنے کے لئے رکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک نے اس پر ارشاد فرمادیا کہ اے سعید! اتنی دیر کیوں لگا دی؟ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد دلا یا کہ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ
وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ إِلَى

معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت یا تو علم ہی نہیں رکھتی یا پھر یہ سادہ اکہ شمشہ ان کی انبیاء سے عداوت کا ہے جو انہیں اپنے بڑے لوگوں سے ورثہ میں ملی ہے اور جس کا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے ان پاک ہستیوں کی محبت کو نکالنا ہے۔

**تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی کو گنہگار
فرض کیا جاسکتا ہے**

مولوی ذکریا صاحب تبلیغی نصاب ص ۶۲ سطر ۱۹ پر رقمطراز ہیں :
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (حضور کی خدمت میں)

عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنے روئے حال لائے
آپ معصوم ہیں۔

یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے تو گناہ ہیں ہی نہیں
کیونکہ معصوم ہونا ہی وہ ہے جس کی ذات پر گناہ کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا، اس
طرح کا نشان () دیکھ کر یا صاحب لکھتے ہیں :

(اگر بالفرض ہوں بھی تو)

یعنی فرض کر لیتے ہیں کہ حضور (معاذ اللہ) گنہگار ہیں۔

مسلمانو! کیسی لرزہ اندام کر دینے والی بات ہے۔ اگر آپ کی
ذات اقدس میں گناہ فرض کیا گیا تو بتاؤ ایمان کہاں رہا؟ اللہ تعالیٰ جل مجدہ
کے محبوب کا ان لوگوں کے ذہنوں میں کیا تصور ہو گا؟ اور ان کے خیالات
کس قدر گندگی سے لبریز ہیں، ان کی یہ بالفرض ہی خطرناک بے جہاں چابا
اس کو استعمال کر لیا۔

بلا تعظیم اور بے ادبی سے حضور کا نام لینا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی جماعت والے نام نامی اسم گرامی
یوں لیتے ہیں ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الخ“

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ ایک اہم دینی دعوت ۲۹، ۳۰، ۳۱، حضرت
جی کی یادگار تقریریں ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳،

مطابق ہوگا لیکن بہر صورت خباثت ہے بُری چیز، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس سے محفوظ رکھے آمین۔

اب ذرا تبلیغی جماعت کے بزرگوں کے کچھ عقائد ملاحظہ ہوں جن میں سراسر خباثت کی بدبو پائی جاتی ہے۔

(۱) مولوی حسین علی، ساکن واں بھجراں ضلع میانوالی اپنی تفسیر بلغۃ الحیران مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، بار اول ۱۳۵۵ھ پر لکھتے ہیں:۔
”انسان خود مختار نہیں، اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔“

یہ حوالہ دیوبندیوں کے مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید حسین علی ساکن واں بھجراں ضلع میانوالی کی کتاب کا ہے اور یہ رشید احمد گنگوہی، ایسا صاحب بانی تبلیغی جماعت کا پیر ہے۔
نیز اسی تفسیر کے ص ۱۷۲ آخری پر یہ لکھا ہے:

”یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب مولوی حسین علی، نے غلام خاں سے قلمبند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے۔“

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا منکر علم الہی ہے۔ ہاں فرمے۔

دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹ پر ہے:

مَنْ اعْتَقَدَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ الْأَشْيَاءَ

قَبْلَ وَقُوعِهَا فَهُوَ كَافِرٌ۔

(ترجمہ) ”جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔“
نیز ارشاد خداوندی ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ
نَبْرِأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔
(ترجمہ) ”زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہم نے اس کو نہ لکھا،
بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔“

قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ دونوں عقیدوں میں کتنا فرق ہے اور یہ بھی کہ ان کے عقیدے میں کس قدر خباثت و شیطنت کی بدبو اور اس مذہب مہذب اہل سنت و جماعت میں کس درجہ ادب و عمل بالقرآن و حدیث کے ساتھ نورانیت و محبت کی جھلک ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ

جھوٹا ہے (معاذ اللہ)

دیکھئے ضمیمہ برائین قاطعہ ص ۱۷۲ پر ہے:

”دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔“

نیز ایسا صاحب کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۹

پر لکھتے ہیں :

”کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔“
ہمارے کئی حضرات کے نزدیک معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو متصف
بالکذب ماننا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر خالص ہے کیونکہ خدا سے صد جھوٹ
محال و ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(سورہ ۲۵)

”یعنی بے شک جو لوگ افتر کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا
وہ خلاصی نہیں پاویں گے، نفع ٹھوڑا ہے اور ان کو عذاب
بے درد دینے والا۔“

نیز فرماتا ہے :

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا
”یعنی اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون
سچا ہے؟“

اور تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۵۶ میں ہے :

إِنَّ السُّؤْمَانَ لَا يَظُنُّ بِاللَّهِ الْكَذِبَ
يَخْرُجُ بِذَلِكَ عَنِ الْإِيمَانِ

”یعنی بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ
کے ساتھ جھوٹ کا، نکل جاتا ہے ساتھ اس کے
ایمان سے۔“

نیز مسامرہ ج ۲ ص ۶۵ پر ہے کہ :

لَا يُوصَفُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْقُدْرَةِ عَلَى
الظُّلْمِ وَالتَّكْذِبِ لِأَنَّ الْمُحَالَ
لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ

”اللہ تعالیٰ کو ظلم اور بے وقوفی اور جھوٹ سے متصف
نہ کیا جاتے اس واسطے کہ محال قدرت الہیہ کے تحت
داخل نہیں ہوتا۔“

قرآن پاک اور اقوال بزرگان دین کی رو سے روز روشن کی طرح
واضح ہو گیا کہ خدا کو کذب اور جھوٹ کے ساتھ متصف کرنا بیہودہ گوئی اور
بجو اس ہے اور خدا تعالیٰ کی انتہائی گستاخی اور موجب عذاب الہی ہے
نیز یہ بات کہہ کر ایمان سے خالی ہونا ہے۔

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

تحدیر اناس ص ۲۸ پر لکھتے ہیں :

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے علماء کے نزدیک اگر بفرض
محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور
فرق آئے گا، جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھا اور نہ
ختم نبوت پر ایمان لایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔

”اور ہمیں رسول بنایا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں
کے لئے کافی بشیر و نذیر“

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

لَا تَبْغِي بَعْدِي (ابن ماجہ ص ۳۷)

”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا“

وَأَنَا خَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ

”یعنی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور میں آخری نبی ہوں“

تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ و

رغبت پیدا کرتی ہے

دیکھئے ان کی بہت متبرک اور مشہور و معروف کتاب جس کے بغیر
یہ ایک قدم بھی نہیں چلتے تبلیغی جماعت کا نصاب ص ۲۳ فضائل تبلیغ فصل
سابع میں ہے :

”جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے

دل میں ہو، اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ

بن کر رہ کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور

تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے، اس کے حکم کی تعمیل میں

جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے احتراز نہ کر، اگر پیشہ

کرنے کا حکم کرے، پیشہ کر۔“

دیکھئے حضرات قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ یہ کتاب جس کا یہ
حوالہ ہے، ان کی بڑی متبرک کتاب ہے تبلیغی نصاب اس کا نام ہے
اور اس کے مصنف کا نام اس پر یوں درج ہے :

”شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم“

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ یہ تبلیغی جماعت کی تبلیغ اور یہ کتاب

نصاب ہے پوری تبلیغ کا، گویا جب تک اس کتاب کی ہر بات پر عمل نہ کیا

جائے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچایا جائے تو تبلیغ کا حق ادا نہیں ہوتا اور

تبلیغ کے اندر خامی رہتی ہے اور یہ تو ایک عام فہم بات ہے کہ متعلم کے

نصاب میں اگر دس مضمون ہوں اور وہ متعلم آٹھ مضمون تو پڑھ کر یاد کر لیتا

ہے اور دورہ جاتے ہیں تو لامحالہ خامی رہ گئی، اب اسے ان دو مضمونوں

کے یاد اور مکمل کرنے بغیر ناکام ہی قرار دیا جائے گا، کامیاب نہیں، کیونکہ اس کا

نصاب تشدد تکمیل ہے، بلاشبہ اسی طرح ایسا ہی تبلیغی جماعت کے اندر

شامل ہونے والے مرد اور عورت جب تک پیشہ کرنے کے کرانے کے عامل

عادی اور اس میں پوری مہارت کے ساتھ کمال پیدا نہیں کریں گے اور

اپنے اوپر اس کے حکم کو نہیں برتنیں گے تو تبلیغ کے کورس میں نامکمل ہونگے۔

اور جو اس کی تعلیم دیتے ہیں پہلے وہ خود اس کے برابر پہلو اور ہر بات

پر مکمل عمل پیرا ہو کہ پھر دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کر سکتے

ہیں تو بھلا نامکمل کیسے رہتے دیں گے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خود پیشہ کرنے

کرانے میں ماہر ہوتے ہیں پھر دوسروں کو کرتے ہیں۔

وضاحتِ پیشہ

ذرا یہ بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ ”پیشہ کرنے“ کا معنی و مطلب کیا ہے؟

تو دیکھئے ایک ہے لفظ ”پیشہ“ اور ایک ہے پیشہ کرنا، جس کا معنی ہے بدکاری کرنا، رنڈی یا کسی کا کام کرنا، یا پیشہ کرنا جیسا کہ اس جماعت کے تبلیغی نصاب میں ہے، اس کا معنی ہے بدکاری کرنا، لڑکیاں پال کر ان سے حرام کاری کرانا اور کمائی کھانا، جیسا کہ علمی اردو لغت (جامع) ص ۴۱، جامع اللغات اردو اور نور اللغات اردو سے ظاہر ہے۔

وضاحتِ نصاب

یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا نام جو تبلیغی نصاب ہے تو ”نصاب“ کا معنی کیا ہے؟

تو سنئے! نصاب کا معنی ہے (۱) زر، سرمایہ، پونجی (۲) اتنا مال جس میں زکوٰۃ واجب ہو (۳) جرّ، بنیاد (۴) جانچ، قول، معیار، کسوٹی (۵) ترازو کی موٹھ (۶) چاقو کا دستہ، تلوار کا قبضہ (۷) پڑھائی کا کورس (۸) درجہ، رتبہ، مرتبہ (۹) قسمت، نصیب۔

علمی اردو لغت (جامع) ص ۱۵۱، فیروز اللغات ص ۱۱۳

جب پیشہ کے معنی بدکاری و زنا کاری کو نصاب کے نمبر وار معنی کے ساتھ لگاؤ گے اور لفظ تبلیغی میں تبلیغ کے ساتھ یا نسبت کی ہے یعنی تبلیغ والی اور تبلیغ کا لغوی معنی ہے رسانیدن یعنی پہنچانا اور جو پہنچاتی ہے

وہ نئی قوم والی جماعت ہے جو مقصود و مطلوب ایسا ہے۔ جب پیشہ اور نصاب اور تبلیغی اور جماعت کے الفاظ کو یکجا کر کے ترجمہ کیا جائے گا تو معنی یہ ہوگا: پیشہ کرنا نصاب تبلیغی جماعت یعنی،

(۱) بدکاری کے سرمایہ، پونجی کو پہنچانے والی جماعت، نتیجہ اس جماعت کے پاس پونجی ہے تو فقط زنا کاری کی ہے جسے یہ لوگوں تک پہنچاتی ہے۔

(۲) بدکاری کے اتنے مال، جس پر زکوٰۃ واجب ہو، کو پہنچانے والی جماعت۔ نتیجہ، اس جماعت کے پاس بدکاری کا مال اتنا ہو چکا ہے جسے اوروں تک بھی پہنچانا ضروری ہے تاکہ اوروں کو بھی زنا کار بنائے تبلیغی جماعت کی جرّ بنیاد بدکاری ہے۔

(۳) نتیجہ، تبلیغی جماعت کی بنیاد ہی بدکاری ہے اور تبلیغ کا معنی پہنچانا سمجھ لینے کے بعد لفظ تبلیغ ہی لکھا جائے گا۔

(۴) بدکاری تبلیغی جماعت کا معیار اور جانچ و کسوٹی ہے۔ نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت کی پہچان یہی ہے کہ اس کے اندر زنا کاری ہے، اب جو زنا کاری کے معیار پر پورا اترے وہ تبلیغی اور جو نہ اترے وہ نہیں۔

(۵) بدکاری تبلیغی جماعت کے ترازو کی موٹھ ہے۔

نتیجہ، جس طرح ترازو کو موٹھ سے پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور دونوں پیروں کے کم و بیش ہونے کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح تبلیغی جماعت والے کا پتہ بدکاری ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کا ہے ورنہ نہیں۔

(۶) بدکاری تبلیغی جماعت کے چاقو کا دستہ یا تلوار کا قبضہ ہے۔

نتیجہ، یعنی جس طرح چاقو اور تلوار بغیر دستہ یا قبضہ کے نہیں چلتے اور اپنا کام صحیح نہیں کر سکتے اسی طرح تبلیغی جماعت بغیر زنا کی دلچسپی کے کام نہیں کر سکتی۔

(۷) بدکاری اور بدکاری تبلیغی جماعت کی پڑھائی کا کورس ہے۔

نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت والے جب تک بدکاری اور زنا کاری کی تعلیم کا کورس پورا نہیں کریں گے تو تبلیغی جماعت کے کورس میں فیل ثابت ہوں گے۔

(۸) بدکاری تبلیغی جماعت کا (ایک عظیم) درجہ، مرتبہ اور درجہ ہے۔

نتیجہ، تبلیغی جماعت کے نزدیک امیر کے یا کسی بھی قابلِ احترام کے حکم سے زنا کرنا بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

(۹) بدکاری تبلیغی جماعت کی قسمت اور نصیب ہے۔

نتیجہ، اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ (قرآن) مَنْ تَمَنَّى سُوءًا
وَلَوْ بِجَنِّطَانِ ذَا سِرِّهَا (المحدث)

آپ مختصراً قرآن و حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں،

جہاں تک زنا کا تعلق ہے تو کون نہیں جانتا کہ یہ بہت قبیح اور

برا ہے حتیٰ کہ قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد خداوندی ہے :

اَلَّذَانِیْہُ وَ الذَّانِیْہُ فَاجْلِدُوْهُمَا کُلَّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا مِائَۃً جَلْدَۃً۔

”یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سو سو کوڑے

لگاؤ۔“

لیکن کیسی تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کو احکامِ الہیہ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں، بس یہی خیال دامن گیر ہے کہ ہماری جماعت بڑھ جائے، خدا پاک اور اس کے رسول پاک کی بارگاہ میں چاہے رسوائی ہو تو ہو لیکن یہاں نئی قوم پیدا کرنے کا شوق پورا ہو جائے، پھر کچھ بھی دیا کہ ”جب بھی تجھے ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو“ یعنی جہاں چاہا، جب چاہا اپنا کام نکال لیا، اگر کوئی اعتراض کرے تو جواب موجود ہے کہ یہ کیسا بھی ہو بس میرے دل میں اس کا احترام آگیا، میں نے اپنا آپ اس کو پیش کر دیا۔

اب اس ماہِ مبارک ربیع الاول کی بارہ تاریخِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر تو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے زنا وغیرہ کی سزاؤں کو اسلامی قانون کے مطابق نافذ کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے تو اگر کوئی تبلیغی جماعت میں شامل مرد و عورت زنا کرتے پکڑے گئے تو ہو سکتا ہے وہ کہیں کہ ہم نے تو یہ فعل اس لئے کیا کہ ہم ملے اور آنکھیں دوسے چارہ ہوئیں، ایک دوسرے کا احترام دل میں آیا اور ایک دوسرے کا جب دل بچلا تو اس فعل کو سعادت سمجھتے ہوئے، ہم نے کر لیا کیونکہ ہماری شریعتِ خدا گناہ ہے دیکھتے ہمارے پیشوا راہنما کی وہ کتاب جس کے بغیر ہماری جماعت ایک قدم نہیں چلتی اور اس کے سامنے قرآن و حدیث کا درس دینا بھی ہمیں گوارا نہیں، ہمارا مکمل کورس یہی کتاب ہے تبلیغی نصاب۔

یہ عقیدہ تو تبلیغی جماعت کا ہے کہ جس کا بھی احترام دل میں آجائے وہ منظور ہے، لیکن ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَإِنْ أَمَرَ عَلَىٰ كُرْ

عَبْدًا حَبِشِيًّا مُسْجِدًا فَاسْمَعُوا أَلَا تَهْتَفُونَ
مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللَّهِ لَهُ
”یعنی اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حاکم و امام چاہے
حبشی غلام مقطوع الاعضاء رہی ہو انکی تابعداری اور اس کی ہر بات
کا سننا جب تک قرآن پاک کے مطابق ہو تم پر ضروری ہے“

اب یہاں وہ امام و حاکم و امیر جس کی فرمانبرداری کو ضروری قرار دیا گیا
ہے، وہ معزز قرار پایا تو صرف احکام خداوندی کے نفاذ و پاسداری کی وجہ
سے پایا ورنہ بظاہر وہ غلام ہے، لوگوں کی نظروں میں نہ سمانے والا حبشی
ہے، اس کے اعضائے صحیح نہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے، احکام الہی کا خود
پابند۔ اوروں کو پابند بنانے والا، اس لئے اس کی اطاعت ضروری ہوئی
لیکن اس کے برعکس اگر کوئی حاکم و امام و دانا، ذریک جبین و جمیل جاہ و جلال
کا پیکر ہو، امام ہی ہونے کی حیثیت سے ایسی بات کا حکم کرے جس میں خدا
کی نافرمانی پائی جاتی ہو تو اس کا ماننا ضروری نہیں اور اب کیفیت یہ ہوگی کہ
یہی امام و حاکم جس کا حکم ماننا واجب تھا اب نہ ماننا واجب ہوگا۔

دیکھئے بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۵، ج ۲ ص ۱۰۵۴ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَكُمْ يَوْمَئِذٍ
بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ
وَلَا طَاعَةَ۔

”یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ امام کی اتباع جب تک کہ وہ برائی کا حکم نہ دے، حق و سجا
ہے اور جب برائی کا حکم دے تو ہرگز اتباع نہ کی جائیگی“
نیز ترمذی شریف ص ۲۰ پر امام ترمذی نے اس حدیث کے لئے باب ہی
یہ باندھا ہے:

(باب) لَأَطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَخْصِيَةِ الْخَالِقِ
”یعنی جس بات میں خالق کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی تابعداری
نہیں ہے“

اور بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث کے تحت فتح الباری شرح صحیح بخاری
ج ۱۳ ص ۱۰۵ پر ہے کہ عام آدمی تو کیا اگر امام بھی بدکاری کا حکم دے تو اس کی
تابعداری ضروری نہیں:

بَلْ يَحْدُمُ عَلَى مَنْ كَانَ قَادِرًا عَلَى
الْمُتَنَاعِ۔

”بلکہ جو شخص روکنے پر قادر ہو اس پر تو اتباع کرنا قطعاً حرام ہے“
آگے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۲ ص ۱۰۵ سطر ۲۲ پر ہے:

فَمَنْ قَوِيَ عَلَى ذَلِكَ فَلَهُ الثَّوَابُ وَمَنْ
وَهَنَ فَعَلَيْهِ إِلَّا تَمَوْ مِنْ عَجْزٍ وَجَبَتْ عَلَيْهِ
الْهَجْرَةُ مِنْ تِلْكَ الْأَمْرِ۔

۱۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو اس کے درندوں کے قابو آجائے اور انہیں روک بھی نہیں سکتا تو اس کو
۲۔ کہ ان سے اپنی ضامی کر لے اور ان کے مرکزہ زمانہ سے ہجرت کر جائے۔

”یعنی جو قاف در ہوا اس (روکنے) پر اس کو ثواب ہے اور
جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہوا اس پر عذاب
ہے کہ یہاں سے نکل جائے“

اب اس سے ثابت ہوا کہ جب شرعی امام کی یہ حیثیت ہے تو جو تبلیغی
جماعت کے امیر ہیں جو اس حوالہ کے سہارا پر اپنا ”زندہ پا کاٹ رہے ہیں“
وہ کس شمار میں ہیں، ان کا یا دیگر تبلیغیوں کا آپس میں احترام کس کھاتے میں
جائے گا؟

پس دیکھئے فیض الباری ج ۲۹ ص ۹۰ اور کنوز الحقائق علی الجامع الصغیر
ج ۲ ص ۱۶۸ میں ہے :

لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

دوسری روایت میں ہے :

لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِلَّا مَا الطَّاعَةُ فِي

السَّخَرُ وَفِي

”کسی آدمی کی تابعداری خدا کی نافرمانی میں ضروری نہیں“

دوسری روایت کا ترجمہ :

”اور نافرمانی خدا میں تابعداری ہوتی ہی نہیں، تابعداری تو

فقط اچھائی میں ہے۔“

حضرات ! اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان مذکورہ بالادلائل کی روشنی
میں تبلیغی جماعت کی مشہور و معروف کتاب تبلیغی نصاب کا یہ حوالہ کس قدر
گمراہی اور صرام فعل کی جانب رغبت پیدا کرنے والا ہے، اور یہ حوالہ دکھا کہ اس
جماعت نے نہ معلوم کتنے شریف لوگوں کی عزت پر حملہ کیا ہوگا؟

تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا

لکھتے ہیں :

”اللہ رب العزت کی یہ عادت جاری رہے کہ جب انسانوں

میں گمراہی ----- عام ہو جاتی ہے اور خالق کی بجائے

مخلوق سے اور اعمال کی بجائے مادی شکلوں سے کامیابی کا تصور

اور یقین قلب میں پیوست ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت محض

اپنے لطف و کرم سے انسانوں کی ہدایت کا غیب سے انتظام

فرماتے ہیں جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ زمانے کے کسی نیک و صالح

انسان کو منتخب فرما کر اس پر ہدایت کے اصول اور طریقے الہام

فرما کر ان کے استعمال کی شکلیں اس پر کھول دیتے ہیں -----

سابقہ زمانے میں ایسے انسانوں کو نبی یا رسول کا لقب دیا جاتا رہا

----- چونکہ اس زمانے میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور

مادی اسباب کو ارباب کا درجہ دیا جا چکا ہے اس لئے پھر

اللہ کی رحمت و کرم کو جوش آیا اور حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر

ان پر اس زمانے کی ہدایت کے اصول و طریقے منکشف فرمائے

اور ہدایت کی اس محنت کا نام تبلیغی تحریک مشہور ہو گیا، حضرت

مولانا محمد الیاس اسے ”تحریک ایمان“ ----- سے تعبیر

فرمایا کرتے تھے، اس کے سارے اصول الہامی ہیں۔

(تبلغی تحریک کی ابتدا اس کے بنیادی اصول بمطووعہ دہلی، ص ۵)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور کا پتہ چلتا ہے :

- (۱) الیاس صاحب کے زمانہ میں تمام انسان گمراہ یعنی کافر ہو چکے تھے۔
- (۲) الیاس صاحب کو انبیاء کے برابر کر دیا کہ یہ بھی گمراہوں کی ہدایت کے لئے منتخب ہوئے اور انبیاء کرام بھی، اور انبیاء کرام کے اصول و طریقے بھی الہامی اور بانی تبلیغی جماعت کے اصول و طریقے بھی الہامی۔

(۳) لفظ ”ایسے“ کی تشبیہ صراحتاً برابر ہی انبیاء پر دلالت کر رہی ہے یعنی جیسا مولوی الیاس ہے، جسے خدا نے منتخب فرمایا ہے، ایسا انسانوں کا لقب نبی یا رسول ہوتا ہے۔

(۴) بقول تبلیغیوں کے جس طرح سابقہ زمانہ میں خدا کو جوش آتا اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے نبی کو مبعوث فرما دیتا تھا اسی طرح نبی آخر الزمان کے چودہ سو برس بعد پھر خدا کو جوش آیا اور مولوی الیاس کو نبیوں کی طرح گمراہوں کی ہدایت کے لئے چُن لیا۔

(۵) خود الیاس صاحب اس تحریک کو تحریک ایمان کا نام دیتے تھے یعنی مومن بنانے کی تحریک۔

(۶) اور یہ کہ الیاس کے زمانہ میں گمراہی عام ہو چکی تھی اور مادی اسباب کو لوگ اپنا پیارا رب اور خدا مان چکے تھے۔ اس میں بھی مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور جو مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، ہنوع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

أَيُّ مَنَّا سَجُلٍ قَالَ لَا خَيْرَ كَافِرٍ فَقَدْ بَانَ بِهَا

أَحَدُهُمَا (بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۰)

”یعنی جس نے اپنے (مسلم) بھائی کو کافر کہا تو بیشک یہ کفر، ان

میں سے ایک کی طرف لوٹ جائے گا۔“

مطلب یہ کہ جس کو کافر کہا، اگر وہ واقعی کافر ہے تو فہما، ورنہ وہ کفر

کلمہ والے کی طرف لوٹ جائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے

ایمان کو کافر کہا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف ج ۲، ص ۹۰ حاشیہ ۷ میں ہے :

لَئِنْ الْقَائِلَ إِذَا كَانَ صَادِقًا لَمْ يَحْتَكَفِرْ

وَرِنْ كَانَ كَاذِبًا فَقَدْ جَعَلَ الرَّاحِمِ الْإِيمَانَ كُفْرًا

وَمَنْ جَعَلَ الْإِيمَانَ كُفْرًا فَقَدْ كُفِرَ۔

”یعنی قائل جب سچا ہوگا تب تو جس کو کافر کہا ہے ٹھیک ہے

اور اگر جھوٹا ہے تو بلاشبہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا اور جو ایمان

کو کفر قرار دے وہ کافر ہے۔“

(اب فیصلہ ناظرین پر ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے متعلق کیا فیصلہ صادر

کرتے ہیں؟ آیا تبلیغی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و گمراہ کہہ کر موجب حدیث

کاک کافر و گمراہ ہوئی یا نہ؟

(۷) یہ کہ الیاسی جماعت خود کو کہتی نہیں کہ الیاس نبی ہے لیکن یہ کہتی ہے کہ

جیسے الیاس صاحب ہیں، ایسوں کو سابقہ زمانے میں نبی اور رسول کہا

جاتا تھا، گو یا یہ نبوت کی طرف پیش قدمی ہے، اور پھر لفظ ”پھر“ سے

ہی پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں وہ منصب الیاس کو ملا۔

(۸) یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسوں کے لئے نبوت کا دروازہ انہی لوگوں نے

کھولا اور نبوت کے منصب کو معمولی بات سمجھا، سچ ہے ع

جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۹) نیز ان کے اس حوالہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں جو الیاس صاحب کو الہام ہوئے، جن کا تعلق قرآن و حدیث سے نہیں جیسا کہ صاف کہہ گئے کہ:

”اس کے سارے اصول الہامی ہیں“

(۱۰) نیز اگر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کی تبلیغ ملاحظہ ہو تو پھر اپنے زمانہ کو زمانہ نبوی سے ممتاز نہ کرتے اور یہ نہ کہتے سابقہ زمانہ میں جو ہدایات فرماتے تھے ان کو نبی رسول کہا جاتا تھا اور اس زمانہ کے گمراہوں کی ہدایت الیاس صاحب کے حصہ میں آئی۔ اس زمانہ کو زمانہ نبوی سے علیحدہ کر کے تبلیغی جماعت گمراہ ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ سارا زمانہ قیامت تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنشَأَ السَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)

”یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں کہ ان دونوں

کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔“

نیز مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۲ میں یہ بھی ہے کہ:

أَنسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَأَفْتَةٍ

”یعنی میں تمام مخلوق کی طرف کافی و شافی بنا کر بھیجا گیا ہوں،

یعنی میرا زمانہ رہتی دنیا تک رہے گا۔“

عقیدہ نمبر ۲

انسانیت نبی کی محتاج نہیں

تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول، ص ۹۱، سطر ۱۲ پر لکھا

ہوا ہے:

”اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی“

حضرات! یہ تبلیغی جماعت کا عقیدہ، یہاں صاف کہہ دیا کہ اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی، کیسی لرزہ برانداز کر نے والی بات کہی ہے حالانکہ اگر انسانیت کو دامن نبی سے جدا کر دیا جائے تو انصاف سے کہئے کہ اسے انسانیت کتنا کون ہے؟ کیونکہ نبی کی ذات سے تو حیوانات بھی بے نیاز نہیں اور یہ توہم نبی کی بات ہے چہ جائیکہ نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی محتاج کائنات ہمیشہ ہمیش رہی اور رہے گی۔

واقعی کسی نے سچ کہا ہے

نیک سے نیکی ہو اور بد سے بدی

ظرف میں جو ہو گا ٹپکے کا وہی

نیز مذکورہ کتاب کے ص ۶۸ پر یہ شعر ملتا ہے

محبت گر نہ ہو مشکل ہیں آداب محبت بھی

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت بھی

اور امام اہل سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ

نے درست فرمایا ہے

وہ جہنم میں گیب جو ان سے مستغنی ہوا

بے غلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یعنی جو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے نیاز و بے پروا ہو گیا
وہ جہنمی ہو گیا، اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّتَهُ مُحَمَّدٍ
عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ
شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو، یا (فرمایا) امت محمد (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اور (ایسا ہو بھی کیسے
سکتا ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (جیسے اس کی شان کے لائق ہے)
جماعت پر ہے اور جو (بے پروا ہو کر) جماعت سے نکل گیا وہ جہنم
میں گیا“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ
فِي النَّارِ (مشکوٰۃ ۳۰)

”یعنی تم بڑی جماعت کے تابع ہی رہنا اس لئے کہ تحقیق جو جماعت
سے نکل گیا وہ جہنم میں جائے گا“

اب اہل علم حضرات ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے آقا نے جو ارشاد فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنمی ہے اور پھر
جماعت سے مراد بھی سب سے بڑی جماعت ہے، پھر اس سے نکلنے پر وعید

فرمائی اور اس کی اتباع واجب فرمائی کیونکہ اتَّبِعُوا میں حکم وجوب کیلئے ہے ورنہ
مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ کی وعید نہ سنائی جاتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ہر فرد مسلم کو ہمارے آقا نے سواد اعظم کا محتاج بنا دیا اور
فرمایا کہ جو اپنے آپ کو جماعت کا محتاج نہ سمجھتے ہوئے اس سے نکل گیا وہ جہنمی ہے
اب ثابت ہوا کہ جس کے گلے میں سواد اعظم کی اتباع کا طوق نہیں، وہ جہنمی ہے
تو جس کے گلے میں محسن کائنات باعث رضا و خالق مخلوقات اور خود صاحب سواد
اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احتیاجی کا طوق نہ ہوگا وہ کیونکر جہنمی نہ ہوگا؟ اور
سواد اعظم کی اتباع کا محتاج نہ رہنے والا جہنمی ہے تو لازماً صاحب سواد اعظم
نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی ماننا ہوا یا نہ ماننا ہوا جو انسانیت کو حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج نہیں سمجھے گا، قطعاً جہنمی ہے،
نیز ارشاد فرمایا :

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (بخاری ج ۱)

”ہائنتا میں ہی ہوں اور دیتا اللہ ہی ہے“

ثابت ہوا کہ جو کچھ بھی اللہ جل مجدہ سے لینا ہے اس میں در مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محتاجی ضرور ہوگی، دیکھئے یہاں نہ قَاسِمٌ کا مفعول
مذکور ہے اور نہ ہی يُعْطِي کا مفعول مذکور ہے جس کا اشارہ دلالت برعمومیت کی
جانب ہے، مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی دیتا ہے خدا ہی دیتا ہے اور اس کی
ہر عطا کا تقسیم کرنے والا میں ہی ہوں، ہر چیز میرے ہی در سے ملے گی۔

اب بتاؤ کہ انسانیت نبی کی محتاج کیسے نہیں رہے گی جبکہ ہر امر اور
غیر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے در پاک سے نافذ و موصول ہے
دیکھئے مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۶ میں ہے :

فَلَا يَنْفُذُ أَمْرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَنْقُضُ حَيْزُ الْإِمَّةِ
 ”یعنی ہر کلمہ آپ کی ذات مقدسہ ہی کی جانب سے نافذ ہوتا ہے
 اور ہر طرح کی خیر و اچھائی جس کو بھی حاصل ہے آپ ہی کی جانب سے
 ہے۔“

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بارگاہِ محبوبِ خدا صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کریں گے :

أَنْتَ دَعَوْتَنِي فَأَجْعَلْنِي مِنْ أُمَّتِكَ
 ”آپ میری دعا کا نتیجہ ہیں لہذا مجھے اپنی امت میں شامل فرمائیے۔“
 تو واضح ہو گیا کہ :

لَا وَرَبِّ الْعَرْشِ جِسْمٌ كَوْجُودُهُ إِلَّا مِنْ بِلَا
 بِلَاقَتِي بَعْدَ كُنُونِي فِي دَوْلَةِ سَوْلِ اللَّهِ كِي

ایک شبہ کا ازالہ

شاید کوئی یہ کہے کہ گذشتہ بیان میں اتباعِ سوادِ اعظم، جو حدیثِ پاک کی
 رو سے لازمی ہے اس سوادِ اعظم (بڑی جماعت) سے مراد تو تبلیغی جماعت بھی ہو سکتی
 ہے کیونکہ یہ بھی کافی بڑھ چکی ہے، تو عرض ہے کہ یہ ارشادِ پاک تو ہمارے آقا کا
 آج سے تقریباً چودہ سو برس کے مسلمانوں کے لئے ہے کہ تم پر سوادِ اعظم کی اتباع
 لازم ہے اور تبلیغی جماعت تو کیا، اس کے بانی کی عمر بھی ابھی سو سال کی نہیں ہوئی
 حالانکہ وہ (الیاس) مرجکا، اس کا بیٹا محمد یوسف بھی مرجکا اور اس کا پوتا (مارون بھی
 مرجکا جو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین ہوئے، کیونکہ الیاس ۱۳۱۳ھ
 میں پیدا ہوا اور ۱۳۶۲ھ میں مرگیا اور اب ۱۳۹۹ھ کا دوسرا مہینہ یعنی صفرِ مظفر ہے،

تو یہ جماعت آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے مراد کیسے
 ہو سکتی ہے؟ اور پھر جماعت سے مراد ہی جماعتِ فقہاء، علماء، صوفیاء اور
 اولیاء اللہ ہے اور کون کہتا ہے کہ یہ لوگ تبلیغی جماعت میں شامل ہیں،
 دیکھئے ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس، ص ۵۵، ملفوظات میں لکھا
 ہے کہ :

”مولوی الیاس نے ایک بار فرمایا مولانا! ہماری تبلیغ میں ---

--- مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے

ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔“

اس سے پتہ چلا کہ جب خود بقول الیاس اہل ذکر و اہل فکر (حقیقتہً
 جماعت سے مراد ہیں) تبلیغی جماعت میں موجود ہی نہیں تو یہ جماعت سوادِ اعظم
 کیسے کہلا سکتی ہے؟

عقیدہ نمبر ۳

تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے

تبلیغی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی ہے کہ ہمارا مقصد مسلمانوں میں ایمان
 پیدا کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو بے ایمان سمجھ کر ایماندار بناتے
 پھر رہے ہیں اور کلمہ طیبہ کھانے کے بہانے سے لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان
 کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان ان کے اس بُرے کام کو اچھا سمجھتے ہیں،
 دیکھئے سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت
 ص ۲۹۳ پر صاف طور پر لکھ گئے :

”مولانا اس دعوت و تبلیغ کو جو مسلمانوں میں ایمان پیدا

”انبیاء علیہم السلام ہی تبلیغ لائے ہیں“

واضح رہے کہ جتنے بھی انبیائے کرام تشریف لائے، سب کے سب نے مگر انہوں کو راہِ راست دکھایا، بے ایمانوں کو ایماندار بنایا، اگر ان کی تبلیغ ایمان والوں کے لئے ہی ہوتی تو یہ بات تحصیلِ حاصل کے مترادف ہے اور پھر ان کی بعثت کا صحیح مقصد اور مفاد ثابت نہ ہوتا، تو تبلیغی جماعت کے بانی کا یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام ہی تبلیغ لے کر آئے جیسی ہماری ہے، اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ مساجد میں جا کر ان کا نمازیوں کو تبلیغ کے بہانے تنگ کرنا صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ لوگ ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

نیز تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۲۲۰ پر لکھا ہے :

”اس کام میں دعوت بھی ہے اور دعوت ہے لا اِلٰهَ

اِلَّا اللہ کی“

پھر دیکھئے، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک، ص ۳۴ تا ۳۷، اور اسی کتاب کے ص ۷۵ پر لکھتے ہیں کہ :

”تبلیغ کو لوگ کلمہ و نماز کی تحریک سمجھتے ہیں، زیادہ صحیح لفظوں میں وہ یقین پیدا کرنے کی تحریک ہے، وہ یقین جن کا دوسرا ایمان ہے غیبی حقائق پر ایمان، خدا پر ایمان، چنانچہ مولانا الیاس صاحبِ حجرۃ اللہ علیہ تبلیغ کو تحریکِ ایمان کہا کرتے تھے“

مسلمانوں بخور کا مقام ہے، یہ نہ سمجھنا کہ محمد عبد الغفور الوری شاید اپنی طرف سے یہ باتیں کہہ رہا ہے بلکہ میں تو ان کے حوالوں سے اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو واضح کر رہا ہوں کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو تبلیغ کرنے سے ان کے دین و عقائد اور ایمان کو خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ تبلیغ حقیقت

میں مسلمانوں کو کافر سمجھ کر کرتے ہیں، یہ لوگ اپنی اس تحریک کا نام چلے کچھ بھی دیکھیں تحریکِ ایمان رکھیں یا دعوت و تبلیغ کہیں، یقین پیدا کرنے کی سعی کہیں یا دین کی طلب نام رکھیں، دین کی محنت اور دین زندہ کرنا کہیں یا دین کو لے کر پھرنے کہیں، دعوتِ کلمہ کہیں یا تصحیحِ کلمہ کا نام دیں، سب کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دین و ایمان کو خراب کر دیں، صحیح اور راہِ راست سے آپ کو ہٹائیں، بھٹکانیں اور اپنے دلفریب جال میں پھنسانیں، العباد باللہ!

تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ و روزہ نہیں

مولوی ظفر احمد نقانوی لکھتے ہیں کہ آخری دفعہ جب میں وسطیوں میں مولوی الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا :

”ہلیم رسیو جانم تو بیا کہ زندہ مانم

پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور دیر تک سینے سے لپٹائے رکھا۔۔۔۔۔ پھر فرمایا بہت سے علماء تو دور دور ہی سے میرے مقصد کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر مجھ سے پوچھو تو اب تک بھی وہ میرے متشاککہ نہیں سمجھے، وسائل سے گفتگو کی ہے، اب میں وسائل سے اپنے منشا کو کیونکر سمجھا دوں؟ میں چاہتا ہوں تم کچھ دنوں میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے، دور رہ کر نہیں سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو، جلسوں میں تقریر کرتے ہو، تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں“

مولوی ظفر احمد صاحب تھانوی، مولوی ایسا صاحب کے چھینے بول
مخلصوں اور عقیدتمندوں میں سے تھے جن کی محبت، ایسا صاحب کے دل و
دماغ میں اس قدر رچی ہوئی تھی کہ گویا یہ ان کے درد کے دوا، مرض کی دوا اور
موت کو حیات میں بدلنے والے تھے، گویا آپ حیات تھے بھی تو ایسا
صاحب کہہ رہے ہیں ”تو بیا کہ زندہ مانم“! یعنی اسے میرے محبوب! میری
جان بول پہ آچکی ہے لہذا تو جلد آ، کہ میں زندہ رہ سکوں اور میرے مرنے پر
تیرا آنا کس کام کا؟

اہل علم و فہم حضرات سمجھ گئے ہوں گے کہ مولوی ظفر احمد تھانوی کس قدر
محبوب تھے کہ جسے اتنے ہی گلے سے لگا لیا، پیشانی کو چوم لیا، دیر تک سینے
سے پیٹتے رکھا، اسے رازدارانہ طریقے سے بتایا کہ بہت سے لوگ تو
دور دور ہی سے میرے منشا کو سمجھنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تبلیغ میں بہت
تھک رہے ہیں لیکن ابھی تک وہ میرے منشا کو نہیں سمجھا اور جو میرا منشا ہے اسے
وسائط سے میں نہیں سمجھا سکتا۔

پھر آگے خود اپنے اس محبوب عقیدتمند اور ہم عقیدہ جان نثار سے
کہتے ہیں کہ تم کچھ دن میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے، دور رہ کر نہیں
سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو، تقریر کرتے ہو، امتاری
تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں کہتا ہوں۔

دیکھا آپ حضرات نے؟ صاف کہہ دیا کہ یہ تبلیغ جسے یہ لوگ روزہ،
نماز، حج، زکوٰۃ اور دین کے دیگر احکام کی تبلیغ کا نام دیتے ہیں اور جن سے
نفع بھی ہوتا ہے، میرا منشا نہیں ہے، اور اگر یہ منشا ہوتا (جیسا کہ بظاہر لوگ
تبلیغی جماعت والوں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں)، تو پھر مولوی ایسا صاحب کو چاہئے تھا

کہ اس تبلیغ کرنے والے مولوی کو جو دور تو رہتا تھا مگر تبلیغ دین کرنا تھا یا مولوی ظفر
تھانوی کو (جو خاص ہم پیالہ و ہم نوالہ تھا) یہ نہ کہتے کہ تمہاری اس تبلیغ سے نفع تو
ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں بلکہ داد دیتے کہ بہت اچھا ہمارا
مقصد دین کی خدمت کرنا ہے، آپ لوگ جہاں جہاں بھی دین کی خدمت کر رہے
ہیں بہت اچھا کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں جزا دے اور دین اسلام
کی مزید خدمت کرنے کی تمہیں توفیق عطا فرمائے لیکن چونکہ مولوی ایسا صاحب کے
جو کچھ اندر تھا، ان مولویوں کی تبلیغ ابھی تک اس کے موافق نہ تھی اس لئے کہہ دیا
کہ یہ تمہاری تبلیغ وہ نہیں جو میرا منشا ہے۔

آئیے، میرے آقا کے پر وانا! میں تمہیں بتاؤں کہ تبلیغی جماعت کا
اس تبلیغ سے تو ایسا صاحب کا منشا ہے) مقصد کیا ہے؟

(۱) اس تبلیغ سے ایسا صاحب کا منشا ایسے مہلک پرفتن اور
خطرناک منصوبے کی اشاعت و ترویج کے سوا کیا ہو سکتا ہے جس کے
لئے برطانیہ حکومت بھی انہیں ایڈ دیتی رہی،

دیکھیے مکالمۃ الصدرین ص ۸، سطر ۳ میں ہے :

”مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا ایسا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے
بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا“

اور اس کی اس غرض و غایت کو لامحالہ ایک ادنیٰ فہم کا مالک بھی
جانتا ہے کہ جب کوئی حکومت کسی کو ایڈ دیتی ہے تو اس میں اس کا کوئی کو منشا و
مقصد ہوتا ہے اور چونکہ حکومت کی جانب سے جب کسی کی پشت پناہی ہو رہی
ہو تو آخر حکومت بھی تو اس کے ذمے کوئی عظیم کام رکھ لیگی تاکہ اس کا دیا ہوا پیسہ

ایسا کہتا ہے کہ :

”مجھے تبلیغ کا طریقہ بھی خواب میں منکشف ہوا“

اور اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ خواب تو نبی ہی کا سچا ہوسکتا ہے دوسرے کے خواب پر سچائی کا حکم یقینی طور پر نہیں لگا جاسکتا چہ جائیکہ شرعی احکام میں خواب پر اعتبار کیا جائے ! یہ تو سرسری بنیاد بات ہے ، دراصل اس کے ایسی من گھڑت باتیں کرنے کا مقصد مسلمانوں کو پھینسانا ، تفرقہ ڈالنا اور دھوکہ دینا ہے اور جو چھ نمبر گھڑے وہ بھی اس کا دل فریب دھوکہ ہے اور اہل علم تو ایسے شخص کی حرکات و سکنات ، رفتار و رفتار سے اس کا اندازہ لگا ہی لیتے ہیں لیکن سادہ لوح مسلمان تو ایسے حال میں پھنس جاتے ہیں ۔

ایسا کی ابتدائی تحریک کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے اس کی تائید کی یا ہاں میں ہاں ملا دی تو اسے ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ اس سے تو اس کی جان میں جان پڑتی تھی اپنے آقاؤں کا حق ادا کرنے کی اس سے امید بندھتی تھی ۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ، ص ۷ ، سطر ۱ میں ہے :

”تبلیغی تحریک کا ابتدائی زمانہ تو وہ تھا کہ اگر اس کی تائید میں کوئی ایک جملہ بھی بولتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گویا ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آگئی“

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اہل اسلام اس کے نظریات و خیالات اور عقائد سے متنفذ تھے تبھی تو یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ اس کے ساتھ چلنا تو کجا

اگر اس کی تائید میں کسی نے ایک جملہ بھی بول دیا تو ہفت اقلیم کی دولت کے ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اگر یہ اچھا ہوتا تو اچھائی کا ساتھ دینے والے بہت مل جاتے ہیں ۔

لیکن افسوس کہ یہاں تو اچھوں کی اچھائی کو ختم کرنے کے لئے دشمن اسلام نے پیسے خرچ کئے اور بھاڑے کے خریدے ہوئے ٹوہرے تو انہوں نے اپنی مرضی کا بوجھ لادنا تھا اور ان کی مرضی اسلام اور اہل اسلام کی بیخ کنی کے سوا کچھ نہ تھی کیونکہ اسلام اور اہل اسلام سے ان کی دشمنی روزِ روشن کی طرح سب پر واضح ہے اسی لئے شروع شروع میں مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا تھا :

یہ تبلیغ دین میں نیا فتنہ ہے

یا

امت میں نیا فتنہ ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ، ص ۲۶ ، سطر ۱۵ میں ہے کہ جب مولوی اشرف علی تھانوی کے کانوں میں جب (تبلیغی جماعت کی) یہ خبر پہنچی تو آپ گھبرا گئے اور فرمایا :

”یہ تبلیغ نہیں بلکہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے“

امت میں ایک نیا فتنہ ہے

اگے لکھتے ہیں :

”حضرت جی نے دوسرے علماء کے فرمان بھی سنے“

اور دوسرے علماء کے فرمان کیا تھے ؟ آئیے اسی کتاب کا ص ۲۶ ، سطر ۱۳ دیکھئے

کہ جب الیاس صاحب نے یہ تحریک شروع کی تو علماء نے اسے اچھا نہیں سمجھا لکھتے ہیں :-

”علماء میں تذکرے شروع ہو گئے کہ یہ کیا ہے، مولانا نے کیا شروع کر دیا۔“

یہ تو علماء ہی تھے، آگے لکھتے ہیں :

”حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا فرمان بھی سنا لیکن کسی قسم کا جواب نہ دیا، نہ زبانی، نہ تحریری، وقت کا انتظار فرماتے رہے۔“

دیکھئے جس کتاب کا یہ حوالہ ہے اس پر مولف کا نام یوں لکھا ہے :

”میاں جی منشی محمد عیسیٰ فیروز پوری، مقام فیروز پور نمک،

ڈاک خانہ نوح، ضلع گڑگاواں (ہریانہ) میوات“

اور یہی وہ مقام (فیروز پور نمک) ہے جہاں سے

طلوع شدہ قرن الشیطان کی پہلی کرن نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا شروع کی۔

اس کتاب کے مذکورہ حوالہ سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ الیاس صاحب کی تحریک سے علماء و اہل علم میں بے چینی پھیل گئی کہ یہ کیا چکڑ ہے، حتیٰ کہ دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نے تو صاف کہہ دیا کہ :

”یہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے۔“

اور جب الیاس صاحب اور اس کے مددگار آفانے معلوم کیا کہ یہ ڈھول کا پول کسی بھی وقت کھل سکتا ہے تو اس نے ان کی اس بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا، نہ زبانی نہ تحریری بلکہ وقت کی انتظار میں رہے۔

قارئین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کونسے وقت کی انتظار میں رہے؟ کسی اور کو علم ہو یا نہ ہو لیکن مجھے تو اپنے عوام و خواص کو (جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں) ان کے ہر حربہ کی نشاندہی کرنا اور بتانا ہے کہ وہ وقت جس کی انتظار

میں الیاس صاحب ان کو جواب نہیں دے رہے تھے، وہ سب سے جب مولوی اشرفی لکھنؤی کو بھی بڑش گورنمنٹ سے ایڈ اور امداد ملنا شروع ہو گئی، اور جب گورنمنٹ اسے بھی الیاس صاحب کا ہمنوا بنا دیا تو الیاس صاحب نے اشرفی تھانوی کے تربیت یافتہ عالم و واعظ تنخواہ پر رکھ لئے،

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول، ص ۱۵، اور حضرت مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت، ص ۱۰۶، لکھا ہے :

”حضرت مولانا اشرفی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ

عالم و واعظ آپ نے حاصل کئے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں“

یہ عبارت ”تبلیغی تحریک کی ابتداء“ کی ہے اور مندرجہ ذیل عبارت :

”تبلیغ کرنے کے لئے کچھ عرصہ سے پانچ تنخواہ دار رکھے“

حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت“ ص ۱۰۶ سے ماخوذ ہے۔

حکومت کی طرف سے مولوی اشرفی تھانوی کو ایڈ اور امداد کی تصدیق مکالمۃ الصدرین، ص ۹، سطر ۱۴ سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی (دیوبندیوں کے پیشوا) لکھتے ہیں کہ :

”حضرت مولانا اشرفی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے

آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔۔۔۔۔ ان کو چھ سو روپے ماہوار

حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے۔“

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہی وہ وقت تھا جس کی مولوی الیاس صاحب کو انتظار تھی، حکومت کی طرف سے چھ سو روپے ملنے شروع ہو گئے اور تربیت یافتہ علماء اور واعظین کو الیاس نے رکھ لیا اور ساتھ ہی الیاس صاحب نے اعلان بھی کر دیا کہ :-

”حضرت مخاٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں سے منتفع ہوا جاوے“

(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات، ص ۱۵۷)

دیکھیے حضرات! الیاس صاحب نے اشرفی صاحب مخاٹوی کی زبان اور ذہن کو کیسے عجیب و لذیذ فریب و دواؤں سے بدلا ہے، اس کی اور اس کے آدمیوں کی محبت کو ضروری قرار دیا اور ان کی کتابوں کا مطالعہ بھی لازمی قرار دیدیا۔ اس کے لئے حکومت کی جانب سے چھ سو روپے کی ایڈجاری کرا دی، اس کے آدمیوں کی تنخواہیں جاری کیں، یہ سب کرتب اسی لئے دکھائے کہ بات رہ جائے اور لرے ہوتے پوچھ سے قدرے سبکدوش ہو جائے۔

اگے دیکھیے! اشرفی صاحب مخاٹوی کی زبان اب کیا کہتی ہے تو سنیہ تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۳۸، سطر ۲ تا ۳ پر ہے کہ جب مولوی اشرفی صاحب نے الیاس صاحب کا اتنا خلوص و خیر خواہی دیکھی اور اپنے آپ سے اتنا الطہ اور قریب کا لگاؤ دیکھا تو :

”باغ باغ ہو گئے۔۔۔۔۔ اور بار بار فرماتے رہے، مولانا الیاس نے یاس کو اس سے بدل دیا۔“

دیکھا آپ نے؟ یہ وہ زبان ہے کہ لَدَّ اِلٰی هَؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هَؤُلَاءِ مَدَّ بَدَنَ بَيْنَ بَيْنَ ذَٰلِكَ، وہی زبان تو الیاس صاحب کے اس طریقہ تبلیغ کو دین اور امت میں نیا فتنہ کھتی رہی اور اب وہی زبان اس کے گن گانے لگی ہے،

بہر کیف پتہ چل گیا کہ الیاس صاحب کی تحریک دین اور امت میں ایک عظیم

”کونئی مسئلہ بھی اٹک جائے، چاہے وہ دنیا سے متعلق ہو یا آخرت سے، اس کا تعلق انسانوں سے ہو یا خداوند کریم سے، اس کا حل یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ غیر سے اپنے یقین کو ہٹالو۔۔۔۔۔ بلکہ اپنے حال کا تذکرہ تک بھی غیر اللہ کے سامنے نہ ہونے پاوے۔۔۔۔۔ یہ ہی اصل علاج اور مسئلہ کا حل ہے۔“

غیر اللہ سے کوئی شرعی یا غیر شرعی مسئلہ نہ پوچھئے

”کونئی مسئلہ بھی اٹک جائے، چاہے وہ دنیا سے متعلق ہو یا آخرت سے، اس کا تعلق انسانوں سے ہو یا خداوند کریم سے، اس کا حل یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ غیر سے اپنے یقین کو ہٹالو۔۔۔۔۔ بلکہ اپنے حال کا تذکرہ تک بھی غیر اللہ کے سامنے نہ ہونے پاوے۔۔۔۔۔ یہ ہی اصل علاج اور مسئلہ کا حل ہے۔“

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو تبلیغی آدمی اس کا خلاف کرے گا، وہ گمراہ ہے، نیز اس عقیدہ اور فتوے کے مطابق اگر کسی بھوکے نے کسی روٹی مانگی تو گمراہ، بیمار نے ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی مانگی تو گمراہ، اس کا حق کسی نے دیا، اب کسی سے اس کا ذکر کیا تو گمراہ، لڑائی میں کسی نے سر پہ پتھر یا ڈنڈا دے مارا اور سر بھوٹ دیا، اب کسی سے شکایت کرے تو گمراہ، کسی افسر کے سامنے مقدمہ لے جائے تو گمراہ، مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کیا تو گمراہ، خیال آیا کہ خدا کیسا ہے، اسے کیا سمجھنا چاہتے، حیران ہے، اب اگر کسی سے پوچھے گا تو گمراہ، نماز، روزہ، نکاح، حج، زکوٰۃ وغیرہ مسائل سے بے خبر ہے، کسی سے پوچھ لیا تو گمراہ، ہوی سے یہ صاحب تنگ ہیں

طلاق دینے کا مسئلہ کسی سے پوچھا تو گمراہ، وغیرہ وغیرہ۔

کس قدر فاسد عقیدہ ہے کہ کوئی بھی مسئلہ الٹ جائے تو غیر اللہ سے نہ پوچھو
انسانوں سے متعلق ہو یا اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو، یہ قرآن کے سراسر خلاف ہے
کیونکہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے :

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرو“

ور حدیث پاک میں آتا ہے :

مَسْأَلَةُ وَاحِدَةٍ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ
لَّهُ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَهُ مِنْ عَشْرِ رَقَبَةٍ
مِنْ قُلْدِ اسْمُعِيلَ،

وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْأَةَ
الْمُطِيعَةَ لَنَافِعَ لَهَا وَلِلدَّيْنِ الْبَاكِ وَالْيَدِيَّةِ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(کنز العمال، ج ۵، ص ۲۰۶، حدیث نمبر ۴۲۲۱)

”یعنی جو مومن ایک مسئلہ سیکھے گا تو یہ اس کے لئے ایک سال
کی عبادت اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک گروں (غلام)
آزاد کرنے سے بہتر ہوگا،

اور بیشک (دینی) علم کا طلب گار اور اپنے شوہر کی فرمانبردار
عورت اور اپنے والدین سے اچھا برتاؤ برتنے والی اولاد انبیائے
کرام کے ساتھ جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔“

دیکھئے حضرات! تبلیغی جماعت کا عقیدہ کیا ہے اور قرآن و حدیث

کا فرمان کیا ہے۔ اب انصاف فرمائیے کہ قرآن تو فرمائیے کہ اگر کوئی مسئلہ ایسا درپیش
ہو جو تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھو، حدیث پاک میں آگیا کہ ایک مسئلہ
کسی سے پوچھو اور یاد کرنا سال کی عبادت اور ایک غلام آزاد کرنے کے برابر نہیں
بلکہ بہتر ہے۔

نتیجہ نکلا کہ یا تو تبلیغی جماعت منکر قرآن و حدیث ہے یا اس کی شریعت
من گھڑت ہے اور یہ جماعت جسے قاصد مکر لینی ہے تو اسے ہر بات سے بے خبر
اور اندھا رکھ چاہتی ہے تاکہ وہ ان کے فریب کو معلوم نہ کر سکے۔

عقیدہ نمبر

پیشاب پاخانہ میں کلمہ و نماز پیدا ہونا اعلیٰ دین کی علامت

تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۸-۱۰، سطر ۱۵ میں ہے :

”پاخانہ پیشاب سب کے اندر یہ چھ باتیں پیدا ہونا جو بن تو
افسوس کے سارے اعمال اور سارے امور اعلیٰ دین بن جاویں
سگے۔“

تبلیغی جماعت کے نزدیک معہ ذلہ پاخانہ اور پیشاب کلمہ، نماز، علم و
ذکر، اکرام، تصحیثیت اور تبلیغ کا حیا مع ہونا چاہئے اور پابند ہونا چاہئے۔

سب یہ چھ چیزیں ان پیشاب و پاخانہ کے اندر یعنی بیچ میں پیدا ہو گئیں
تو یہ انسان کے سارے امور و اعمال اعلیٰ دین بن جاویں گے، حضرات آپ کو
معلوم ہے انسان کے اعمال و امور اس کے کاموں ہی کا نام ہے۔

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ سے پتہ چلا کہ انسان کے پیشاب پاخانہ
کلمہ پڑھے اور نماز پڑھے، علم پڑھے، ذکر کرے، اکرام مسلم کرے، تصحیثیت

”یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جسے تم میں سے ادنیٰ ہے

میری فضیلت ہے“

اب اگر کٹھی میں علم پیدا ہو گیا تو کیا یقینی جماعت کے نزدیک وہ اس

مدیث پاک کے فرمودہ ارشاد کو پیچھے کی، مہذا اللہ! اگر ارشاد کو پیچھے تو بات الگ پہنی؟

اگر ذکر یا غائبیت میں پیدا ہوا تو یہ ذکر حاکم و عرفی آؤ گئے گئے۔

مطابق مہذا اللہ! خدا پاک یا غائبیت کب کو یا کرتا ہے یہ بات لفظ نہیں

تو اور کیا ہے؟

(۵) اگر اگر اگر علم اس کے اندر پیدا ہوا تو حسن آؤ گئے حسن لہذا اگر گئے

الطاف کے مصداق پیشاب یا غائبیت ہوئے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶) اور اس میں نیست پیدا ہو گئی تو حدیث نسیۃ المفقودین خیر عرف

عبداللہ کے تحت یا غائبیت بھی اس کا مصداق ہوا اور اگر تبدیل اس

کے اندر پیدا ہوا بقول یقینی جماعت کے تو یہ کیا کران کی کتابوں کے

حوالے دئے جائے ہیں، دیکھتے ہیں یقینی تحریک کی ابتداء جس میں وہ کہ

”بیخ کرنا“ بتیوں کا مہفظ، انبیائے کرام میں کام لیکر آئے تو نتیجہ یہ نکلا

کہ یہ بھی تبلیغ کرتی ہے، انہوں میں کی بات ہے، یہ کہتے ہیں انت اور کتابا ہوا

مکہ و فریب ہے، یقینی کی بات ہے۔

نیز یہ بھی متہجلا کران لوگوں کے دل میں شعا نور اسلام کا ذرہ بلبلہ

احکام نہیں ورنہ یہ مہفظ ہرگز نہ ہوتے اور نہ لکھتے۔

حضرات! یہ میں نے مختصر عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اعلیٰ

دین بن جاویں گے، ہجرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ:

تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان یا غائبیت ہے،

کرے تبلیغ کرے تو یہ پیشاب یا غائبیت اعمال و افعال و امور انسانی کے لوازمات

سے ہیں، تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ یا غائبیت یا غائبیت بذات خود اعلیٰ دین بن جاتے

ہیں، اس متفقہ لہذا انہوں نے لکھا۔

اور اگر میں آپ کو خط لکھوں تو یا غائبیت ہو جائے گا اور یہی کہ اگر علم پیشاب

یا غائبیت کے اندر پیدا ہوا تو یا غائبیت ہو جائے گا اور یہی کہ اگر علم پیشاب

میں خصال لکھا اللہ ذکر اللہ الجہت ہے

کا مصداق یقینی جماعت کے نزدیک ہو گا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو

مہذا اللہ! اٹھی پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم ہو گا، اور اس پر ہجرت شیعہ کا

قابل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) اگر غائبیت یا غائبیت کے اندر پیدا ہوئی تو پیشاب یا غائبیت میں لوگوں کے

زودیک نمازی ہوئے، حالانکہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا ارشاد ہے:

الصلوٰۃ لوطی صمد اللہ یزینی حسن افاقہ ما اقام

الصلوٰۃ من ہک ما ہک فقط ہک دم اللہ یزینی۔

”یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے

دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا“

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا ٹھنی پیشاب کا کام ہے مہذا اللہ!

(۳) اگر یا غائبیت میں علم ذکر پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اس ارشاد کا مطلب ان کے نزدیک کیا بنے گا؟

فصل فی افعال یوحیٰ علی التالیف کفعلی علی ادلک

کرے تبلیغ کرے تو یہ پیشاب و پاخانہ جو اعمال و افعال و امور انسانی کے لوازمات سے ہیں تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ پاخانہ پیشاب بذات خود اعلیٰ دین بن جاتے ہیں، استغفر اللہ! نعوذ باللہ!

اور اگر میں آپ کو حقوڑا آگے لے جاؤں تو خیال فرمائیں کہ اگر کلمہ پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوا تو پاخانہ کلمہ گویا نہ؟ اور پھر حدیث:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

کا مصداق تبلیغی جماعت کے نزدیک ہوگا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو معاذ اللہ اٹھی پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم آئیگا، اور اس بدعتِ شنیعہ کا قائل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) اگر نماز پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوئی تو پیشاب پاخانہ تبلیغیوں کے نزدیک نمازی ہوئے، حالانکہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ فَمَنْ أَقَامَهَا أَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ هَدَمَهَا فَهَدَمَ الدِّينَ۔

”یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔“

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا ٹھٹی پیشاب کا کام ہے معاذ اللہ! اگر پاخانہ پیشاب میں علم و ذکر پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب ان کے نزدیک کیا بنے گا؟

فَضَّلْنَا عَلَى الْعَابِدِ كَفَضَّلْنَا عَلَى أَدْنٰكُمْ

”یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ پر میری فضیلت ہے۔“

اب اگر ٹھٹی میں علم پیدا ہو گیا تو کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک وہ اس حدیث پاک کے فرمودہ ارشاد کو پہنچے گی، معاذ اللہ! اگر ارشاد کو پہنچی تو بات کیا پہنچی؟

(۴) اگر ذکر پاخانہ پیشاب میں پیدا ہوا تو یہ ذکر خُدا کُرُوْنِیْ اَدْنٰكُمْ کے مطابق معاذ اللہ! خدا پاک پاخانہ پیشاب کو یاد کرتا ہے، یہ بات کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

(۵) اگر اگر مسلم اس کے اندر پیدا ہوا تو مَنْ اٰكْرَمَ مُسْلِمًا اَكْرَمَهُ اللّٰهُ کے مصداق پیشاب پاخانہ ہوئے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶) اور اس میں نیت پیدا ہو گئی تو حدیث نَبِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ کے تحت پاخانہ پیشاب بھی اس کا مصداق ہوا اور اگر تبلیغ اس کے اندر پیدا ہوا بقول تبلیغی جماعت کے تو جیسا کہ ان کی کتابوں کے حوالے دتے جا چکے ہیں، دیکھتے تب تبلیغی تحریک کی ابتداء جس ۹۴ کہ تبلیغ کرنا، نبیوں کا کام تھا، انبیائے کرام بھی کام لیکر آئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ٹھٹی بھی تبلیغ کرتی ہے، افسوس کی بات ہے، یہ کتنی جہالت اور کتنا بڑا مکہ و فریب ہے، بیوقوفی کی بات ہے۔

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کے دل میں شعائر اسلام کا ذرہ برابر احساس نہیں ورنہ یہ لفظ ہرگز نہ بولتے اور نہ لکھتے۔

حضرات! یہ میں نے مختصر عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اعلیٰ دین بن جاویں گے، حیرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ: تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان پاخانہ پیشاب ہے

ہی جاہل ہیں تو پھر آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ لوگ جہالت کے سوا اور کیا پھیل گئے؟ یہ لوگ پاخانہ پیشاب جیسی گندی چیزوں کو اتنا درجہ نہ دیں تو کیا کریں؟ ان کو جب علم حاصل کرنے سے روک دیا گیا ہے تو یہ پھر سے کیا کریں؟

عقیدہ غیر

نہ وہ جسے چاہئے مال جسے چاہئے نہ ملے

تنبیہی جماعت بندہ کو خالق، قادر وغیرہ صفات الہیہ میں شریک جانتی ہے، درجہ اثبات کا ایک اکرام مسلم کے چار درجوں میں ہے۔ اس کے تحت لکھا ہے:

”اسے کو اللہ خالق، خالق سے راستہ کرو۔“

اے لکھتے ہیں:

”اللہ رب العزت کے اخلاق یہ ہیں جو کہ ہر حقوق پر قدرت رکھتے ہیں، جس کو چاہیں پیدا کریں، جسے چاہیں ختم کر دیں، جس کو چاہیں عزت دیں جس کو چاہیں ذلیل کریں، جس کو چاہیں کھانے کو دیں، جس کو چاہیں بھوکا رکھیں۔۔۔۔۔ انسان پلندہ کی شفقت اور اکرام ہے کہ اگر یہ ایسا پیدا کرے تو اس صفت کو اپنے والے اخلاق قرار دیتے ہیں۔“

(تنبیہی تحریک کی ابتداء، ص ۱۰۸)

ثابت ہوا کہ بندہ خالق، محی، منیت اور ملحق وغیرہ صفات سے آزاد نہ ہو سکتا ہے حالانکہ اس اقتدار خالق میں گنہگار کا بغیر اللہ نہیں دے سکتا اس کے دینے کے بغیر کوئی دل سے نکال دیا جائے وغیرہ وغیرہ، تو یہ ہے

یہ لوگ مسئلہ نول کو بھی تبلیغ و تلقین کرتے ہیں، ”العیاذ باللہ“

تبلیغ و دعوت علم نہیں، جہالت

دراصل یہ جہالت ہی کا رشتہ ہے کہ پاخانہ پیشاب کو اعلیٰ دین قرار دیرہا، حالانکہ خود لکھتے ہیں:

”علم کے بغیر دین حق کی معومات اور دین حق کا راستہ ہی نہیں مل سکتا۔“

(دینی تحریک کی اہمیت، ص ۹)

تبلیغی جماعت کی تبلیغ آوارہ گزری، فقیر، مضلست اور جاہلوں کی جماعت ہے۔

دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص ۳۸ میں ہے:

”علم و ذکر دو باند ہیں۔۔۔۔۔ اگر ان دو چیزوں کی طوط

سے تنافل برپا کیا تو یہ جہود و جدوجہد و افتد اور مضلست کا ایک نیا دروازہ

بنا جائے، دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام اور ایمان محض زحی و

اہمی ہیں۔۔۔۔۔“

تبلیغی جماعت میں اہل علم کے فقدان کی گریہ زاری یوں کرتے ہیں:-

”تبلیغ میں علم اور ذکر کی بڑی اہمیت ہے۔۔۔۔۔ مگر

جہاد کے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے۔۔۔۔۔ فرمایا

مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب تک

اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔“

(ملفوظات، ص ۲۵)

جب مولوی الیاس صاحب کی تحریر کے مطابق ”تبلیغی جماعت میں جاہل

تبلیغی جماعت کی گستاخی اور بے باکی کا نتیجہ کہ بندہ کو خالق تک مان لیا، تو اللہ! اہل اسلام خود سوچ سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت کا مفہوم کیا بنتا ہے، حالانکہ اسی کتاب کے ص ۴۸ پر صاف لکھا ہے :

”اللہ کا غیبہ کچھ نہیں کر سکتا“

عقیدہ نمبر

انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے

تبلیغی تحریک کی ابتداء ص ۴۹ میں ہے :

”اللہ نے صفات تقسیم کیں اور اللہ ہی ان کو استعمال کر رہے ہیں“

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت کا! معاذ اللہ! حضرات! ادنیٰ پڑھا ہوا بھی جانتا ہے کہ انسان کے اندر دو قسم کے صفات پائے جاتے ہیں، صفات محمودہ اور صفات مذمومہ، صفات محمودہ ہر نیک کام والی صفتیں اور صفات مذمومہ ہر بُرے کام والی صفتیں جیسے زنا، چوری، قتل و غارت اور شراب نوشی وغیرہ۔

معاذ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ بندہ سے زنا وغیرہ کا عمل خود کرتا ہے جبکہ استعمال کے لفظ میں س، ت برائے طلب ہیں یہ باب استعمال ہے جس کا معنی ہوگا عامل بنانا، کام پر لگانا، لغات المعجم میں ہے :

”الاستعمال : کام پر لگانا“

تو ان کے اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہرے کام اللہ ہی کرتا ہے معاذ اللہ! کتنا بڑا اور بڑیکہ حملہ ہے ذاتِ خدا پر! خدا ایسے عقائد سے پناہ دے۔

تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک ص ۴۰ پر لکھا ہے :

”حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو انتخاب فرمایا اور اللہ نے ہی مولانا پر ایسے اصول و طریقے منکشف فرمائے جو اس زمانے کی بے دینی اور گمراہی کا علاج بن سکے۔“

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ ان کے نزدیک یہ زمانہ بے دین اور گمراہ لوگوں پر مشتمل ہے کیوں؟ اور اسی سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے جن کو تبلیغ کرتے ہیں، صرف اور صرف بے دین سمجھ کر کرتے ہیں، اسی لئے تو سب کو گمراہ اور بے دین قرار دے دیا۔

ذرا آگے چلیئے، ایک اہم دینی دعوت، ص ۲۵، سطر ۳ پر ہے :

”مسلمانوں کا عمومی مرض بے حسی اور بے طلبی ہے، لوگوں نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے اس لئے ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہو گئے حالانکہ سرے سے ایمان پیدا کرنے کی ہی ضرورت باقی ہے۔“

یہاں میرے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ خود سوچیں کہ تبلیغی جماعت سب مسلمانوں کو کیا سمجھتی ہے اور میرا سمجھنا بھی صرف غیرت مندوں کے لئے ہے اور جن کی غیرت کا جنازہ مکمل چمکا ہے، ان کے لئے نہیں، وہ اسے بھی یونہی کہیں گے کہ انوری نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔

عام منہی تو کیا نبی علیہم السلام کو بھی معلوم نہیں، پسج ہے سے
آنجا کہ جلتے نیست تو آنجا رسیده
آنرا کہ کس ندید تو آنرا بدید

یعنی اسے آقا! آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ کا تصور تک نہیں اور آپ نے
اس ذات پاک کا دیدار فرمایا جسے کسی نے نہ دیکھا،

اس وحی کے درجہ پر تو وہی فائز المرام ہو سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ
نے وہاں تک پہنچنے کی استعداد رکھی ہو کیونکہ ذات خداوندی انتہائی تقدس والی
ہے اور ماؤشما انتہائی تنہا اور کدورت میں ملوث ہیں، تو بھلا ہم شان معراجی
پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پہنچنے کا اوجھی کے جو چپکے دلی کے باغ میں
بیل سدرہ تک انکی ٹوسے بھی محرم نہیں

اس لئے کہ :

بَلَّغْ إِلَى مَقَامٍ لَمْ يَبْلُغْ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ
”یعنی آپ ایسے مقام تک پہنچے جہاں مخلوق میں سے کوئی
نہیں پہنچا“

میرے پیارے بھائیو! پسج تو یہ ہے کہ یہ جماعت یا اس کے بانی
الیاس صاحب یا اس کے مہنوا دہم عقیدہ لوگوں نے جب بھی پیش قدمی کی ہے
ادھر ادھر نہیں رُکے بلکہ عین منصب انبیاء تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اور
دوسرے لوگوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھولا ہے۔

الیاس خدا انبیاء کی مثل

ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۵۰ میں ہے :

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ

لِلنَّاسِ الذیۃ کی تفسیر خواہ میں یہ القارہونی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام
کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو“ (نور باللہ)

دیکھ لیجئے یہاں صاف کہہ گئے کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے یہ القارہ ہوا کہ تم کو
نبیوں کی مثل بنا کر بھیجا ہے۔ کس قدر گستاخی ان لوگوں کے دلوں میں موجود ہے
کہ برابری بھی سمجھتی ہے تو انبیاء سے!

اگر آپ کہیں کہ اس میں کیا گستاخی ہے؟

تو عرض ہے کہ مثل کا معنی ہے ”مانند“ اور ”مثل“ بکسریم مساوی
در جمیع صفات را گویند، یعنی کسریم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں
برابر ہونے والا، (نعمیات اللغات، ص ۳۹۹)

اس سے یہ پتہ چلا کہ جو کسی کی شذیت کا دعویٰ کرے وہ اس کے تمام صفات
میں اس کے برابر ہوگا نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی کا مثل ہوگا اس میں صفت
نبوت بھی پائی جائے گی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے
دعوے میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعوے کرے کہ ان کی مثل ہو جائے اور جو
ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔

فکرت

مثل بناد و حال سے خالی نہیں، یا تو ایک شخص غیر نبی، نبی کی مثل بنتا ہے یا

ایسا کہ اپنی مثل بناتا ہے۔

دل میں ڈال دی گئی ہے۔

نیز دیکھئے مفہار دو، ص ۱۱۶۶، مفردات امام راغب اصفہانی مصری،
ص ۴۶۹ میں ہے :

يُقَالُ لَقِيَّ فُلَانٌ خَيْرًا وَشَرًّا

اور مینابی، مطبع نول کشور، ص ۲، حاشیہ ۳ میں ہے :

أَلَا لَهُمَا فِي اللَّفْظِ الْقَارِ الشَّيْءُ فِي الْقَلْبِ
سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا أَوْ شَرًّا۔

”یعنی لغت میں الہام کا معنی کسی چیز کا دل میں ڈال دینا ہے
اچھی چیز ہو یا بُری۔“

یہ ہے القار کی حقیقت، جسے الیاس صاحب کہتے ہیں کہ مجھ پر القار
ہوتا ہے اور میری جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں۔

اب آئیے دیکھیں کہ الیاس صاحب نے جو یہ کہا کہ میں نے سلسلہ درس
چھوڑ دیا اور میرا دل اس کام سے ہٹ گیا، اور ذکر و فکر اور بندگانِ خدا پر جو کیفیت
کا ورود ہوتا اور اللہ اللہ میں ان کا رجوع زیادہ دیکھا تو یہ بھی ترک کر دیا (خبر ہے
یہ سب کام الہام کی بنیاد ہی کیا ہوگا) تو اب ناظرین فیصلہ فرمائیں گے کہ الیاس
صاحب کی یہ سوچ شیطانی ہوئی یا رحمانی ؟

اب ذرا یہ بھی دیکھتے چلیں کہ جن کاموں کو اس نے حقیر سمجھ کر ہٹ کر دیا ہے
خدا و رسول کی بارگاہ میں ان کا کیا مقام ہے۔

دیکھئے مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶، منہاج حق ج ۱، ص ۱۰۱، دارمی شریف
ص ۳۹ پر یہ حدیث درج ہے :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ تَمَّوْلَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَجْلَسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ
فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنَ
صَاحِبِهِ أَمَّا هُوَذَا فَيَذَعُونَ اللَّهَ وَيَرْغَبُونَ
إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا
هُوَذَا فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ وَيَعْلَمُونَ
الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ
جَلَسَ فِيهِمَا۔

”یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسجد پاک میں دو مجلسیں تھیں جن کے پاس سے آپ کا گزر
ہوا تو آپ نے فرمایا دونوں ہی اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل
ہیں تو ایک تو یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے اور اسی کی طرف رغبت
ہے اور (حصولِ مقصود کے اسی سے امیدوار ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ
کی ذات پر موقوف ہے) چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے
اور یہ دوسری جماعت ہے جو فقہ یا فرمایا علم سیکھتی اور ان پڑھ لوگوں
کو پڑھاتی ہے، تو یہ ان سے بہتر ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ بھیجا
گیا ہوں میں بطور معلم، پھر آپ انہیں میں بیٹھ گئے۔“

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ یہ دونوں گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
کس قدر پسندیدہ تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ الیاس صاحب نے ان کاموں سے ہٹ کر کن باتوں کا
ارتکاب کیا :

۱۔ اول یہ کہ اس نے حضور کے پسندیدہ گروہوں کے کاموں کو پسند نہیں کیا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور پاک کے طریقہ کے خلاف کیا جو یہ کہا کہ ”مجھ سے پڑھنے کے بعد وہ بھی عالم مولوی بن جائیں گے اور پھر کوئی مطلب نہ کرے گا اور کوئی بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا۔“

الیکس صاحب نے طب اور علم دونوں سے بیزاری کا اظہار کیا، آئیے دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طب اور علم دین کے بارے میں کیا ارشاد فرما رہے ہیں :

الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۱۲ میں ہے :

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِقَمَانٍ قَالَ لَا بَيْنَ يَابِغِي عَلَيْكَ بِمَا جَالَسْتَ الْعُلَمَاءَ وَاسْتَمَعْتَ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْحِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ (المحدث)

”حضرت ابی امامہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا، میرے عزیز بیٹے! تم پلازمہ ہے کہ علماء کی مجلس میں بیٹھو اور حکماء کا کلام سنو کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ فرماتا ہے“

نیز ارشاد ہے :

الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْأَدْيَانِ وَعِلْمُ الدُّنْيَا

”علم دو ہی ہیں، علم دین اور دوسرا علم ابدان (طب) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو علم پڑھنے، پڑھانے کو اچھا جانیں مگر البیاس صاحب اسے اچھا نہ سمجھیں، کتنا افسوس کا مقام ہے۔ اور آگے چلئے :

۱۔ اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِيغُ الْإِيمَانِ وَخُلَفَاءُ الْأَنْبِيَاءِ وَوَسَائِلُ شَيْخِي وَوَسَائِلُ الْأَنْبِيَاءِ۔

”علماء زمین کے چراغ اور انبیاء کے خلیفہ اور میرے اور دیگر انبیاء کے وارث ہیں“

۲۔ اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْعِبَادَةِ

”علم عبادت سے بہتر ہے“

۳۔ اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْإِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّينِ

”علم، اسلام کی جان اور ایمان کا ستون ہے“

۴۔ اَلْعِلْمُ دِينٌ وَالصَّلَاةُ دِينٌ فَإِنْ تَطَرَّقَا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ هَذَا وَكَيْفَ تُصَلُّونَ هَذِهِ الصَّلَاةُ فَإِنَّكُمْ تُسَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(جامع صغیر، ج ۲، ص ۶۹)

۵۔ ”علم دین ہے اور نماز بھی دین ہے، پس خوب اچھی طرح دیکھ لو کہ اسے کس سے حاصل کر رہے ہو اور اس نماز کو کیسے پڑھ رہے ہو، کیونکہ قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے“

ان احادیث کی روشنی میں آپ حضرات اپنے دماغ پر زور دے کر سوچیں کہ علم پڑھانے والے ان علماء کا مقام کیا ہے جنہیں یہ البیاس صاحب نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں،

ان علم دین پڑھانے والوں کو ان خطابات سے نواز اگیا تھا :

- ۱۔ دروئے زمین کے چراغ
- ۲۔ انبیاء کے خلفاء
- ۳۔ انبیاء کے وارث
- ۴۔ اسلام کی جان

۵۔ ایمان کے ستون۔

نیز ان عاملوں کا علم غابدوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا،
علم ہی کو دین بتایا گیا۔

اور اس علم کی روشنی میں پڑھی جانے والی نماز بھی دین کہی گئی،
ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوا کہ جس شخص سے دین اور نماز سیکھو اسے دیکھ بھی لو،
کیونکہ قیامت کے دن اس کی بھی پوچھ ہوگی، ایسا صاحب والی نماز نہ پڑھو کیونکہ
ان کی نماز ان کے نزدیک اہمیت والی نہیں، کیونکہ وہ صاف کہہ گئے کہ :
” لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میری یہ تحریک تحریک صلوٰۃ ہے مگر
میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ برگز تحریک صلوٰۃ نہیں“

اور ایسا صاحب کا مقصد ہے کیا؟ خود انہی سے سنئے :

” ایک نئی قوم پیدا کر فی ہے“

۱ دینی دعوت، ص ۲۳۴

ہدایت رسولوں کے بس کی بات نہیں

دیکھئے اصلاح انقلاب، ص ۳۲ پر لکھتے ہیں :

” کسی کو ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے، یہ رسولوں
کے بھی بس کی بات نہیں“

دیکھئے یہاں رسولوں، نبیوں کے ہادی ہونے کا صاف انکار کر گئے
حالانکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

” بے شک آپ ہدایت کا راستہ ضرور بتاتے ہیں“

لِسُكِّنَ قَوْمٌ هَكَذَا

۲۔

” آپ، ہر قوم کے ہادی ہیں“

دیکھئے اللہ تو فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہادی ہیں اور یہ کہتے
ہیں کہ رسول ہدایت نہیں دے سکتا، یہ قرآنی آیات کا انکار نہیں تو کیسا ہے؟ نیز یہ لوگ
ایسا صاحب کو ہادی مانتے ہیں مگر رسول کلام کی ہدایت کا انکار کرتے ہیں، یہ
رسولوں سے کتنا غنا د ہے، العباد باللہ!

ایسا تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے

دیکھئے مولانا محمد الیکس اور ان کی دینی تحریک، ص ۲۸ پر ہے :

” اس کی تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے“

اس حوالہ سے بھی پتہ چلا کہ قرآن و حدیث سے اس تحریک کا کوئی تعلق

نہیں بلکہ وجدانیات پر دار و مدار ہے۔

وجدانیات جمع ہے وجدان کی اور وجدان کا معنی ہے ضمیر یعنی دل،
خوشی یا رنج کا جوش، نفس اور اس کی باطنی قوتیں، وجدانی ہر وہ شے جس کو انسان
اپنے نفس سے محسوس کرے، جو اس باطنی سے معلوم شدہ چیز۔

(منجد، دو، ص ۱۳۴۶)

نفس اور اس کی باطنی قوتیں، اندرونی احساس، انوار، وجدانی ہر وہ چیز
جس کو انسان اپنے نفس سے محسوس کرے۔ (العمدۃ، ج ۵، ص ۵۰)۔
وجدان : اندرونی خیال، (فیروز اللغات، ص ۸۱۵)

اصول تبلیغ کسی کے حکم سے بنائے گئے

تبلیغی جماعت کی کتابوں میں جو اصول و عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ ایسا صاحب نے خود نہیں بنائے بلکہ کسی کے حکم سے بنائے گئے ہیں، دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء ص ۴۳ پر ہے :

”اس (تبلیغ) کے اصول میں نے خود اپنے ارادے اور فہم سے نہیں بنائے بلکہ مجھے عطا فرمائے گئے اور مجھے حکم ہوا کہ ان کے مطابق کام کرو“

اب آپ خود سوچیں کہ ایسا صاحب کو کس کا حکم ہوا اور یہ اصول اسے کس نے عطا کئے ؟

اگر کہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام لائے تھے یا بلا واسطہ ملے ؟ جبریل کے ذریعے سے کہیں تو یہ ناممکن ہے، اور اگر کہیں کہ بلا واسطہ ملے تو ہم کہیں گے کہ یہ کلیم مقوڑے تھے کہ ان سے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کلام فرما کر انہیں احکام دئے اور احکام بھی وہ جو عقل و نقل کے خلاف ہیں۔

ہاں ایک صورت باقی رہتی ہے جو اس نے بیان کر دی کہ مجھے اس کے اصول اور طریق تبلیغ خواب میں بتا دئے گئے، اب یہ تعین باقی ہے کہ خواب میں بتانے والا کون ہے ؟ تو وہ وہی ہو سکتا ہے جو

يُؤْتِي السَّوْمِ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْغَيْثِ وَالنَّاسِ

کی صفت میں کمال اور یدِ طولی رکھتا ہے اور جس کی تمام تر نظر شفقت اس جماعت پر ہر وقت رہتی ہے۔

ایک داستان

تبلیغی جماعت کیا ہے، اس کا طریقہ واردات کیا ہے، کس مکر سے اپنا کام چلا رہی ہے اور لوگوں کو کس طرح بیوقوف بنائے ہوئے ہے، یہ ایک لمبی اور دلچسپ داستان ہے جسے واقعات کے عینی شاہد مولانا ارشد قادری بیان فرماتے ہیں :

”مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کی درس گاہ کھلے آسمان کے نیچے تھی، ٹائٹیل کمپنی کے لئے حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب سے رابطہ قائم کرنا پڑا، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف نائب صدر وزیر خراجہ کے عہدے پر فائز تھے، انہوں نے میرے ایک مراسلہ کے جواب میں جملہ کاغذات کے ساتھ دہلی طلب کیا، میں احتیاطاً ان کے دئے ہوئے وقت سے ایک دن پہلے ہی دہلی پہنچ گیا۔

دل نیاز پیشہ نے اصرار کیا کہ پہلی شب کیوں نہ سرکار محبوب الہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں بسر کی جائے چنانچہ اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سیدھے بستی نظام الدین کے لئے چل پڑا۔ چار بجے شام کا وقت تھا بس سے اتر کر جیسے ہی میں بستی نظام الدین میں داخل ہوا مجھے کچھ فاصلے پر دو آدمی نظر آئے، وہ میری طرف ٹھٹھکی باندھے ہوئے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے، بالکل ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مجھے پہچانتے ہوں اور میرا انتظار کر رہے

ہوں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی ڈاڑھی اور پیشانی پر گھٹا دیکھ کر میں ہکا بکا رہ گیا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنی لمبی ڈاڑھی اور پیشانی کی سطح پر ایسا اُبھرا ہوا داغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت تپاک سے میری طرف بڑھے اور میرا دستہ روک کر انتہائی بجا جت کے ساتھ کہنے لگے :

حضرت ! یہی ہے وہ تبلیغی جماعت کا مرکز، جہاں سے ساری دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے، نہ جنت نہ ہو تو ذرا دیر کے لئے اندر تشریف لے چلے، اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھئے کہ کس طرح دین زندہ ہو رہا ہے، مدت ہوئی دین کے ایک مخلص خادم نے یہاں اپنی روحانیت کا پودا لگایا تھا، وہ اب جوان ہو گیا ہے اور اس کی برکات سے ایک عالم فائدہ اٹھا رہا ہے، بس ایک نظارہ کر لیجئے کہ مرجھائے ہوئے اسلام کو دین کے خادموں نے کیسا ترقی تازہ کر دیا ہے۔

میں خود بھی بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ موقع ملے تو کسی دن تبلیغی جماعت کے کاروبار کو قریب سے چل کر دیکھا جائے، مُنہ مانگی مراد سمجھ کر میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔

صدر گیسٹ سے داخل ہونے ہوئے ایک بارہ دری میں ادھیڑ عمر کے کچھ لوگ پارہ غم پڑھ رہے تھے، ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے بتایا :

یہ علاقہ میوات کے نو مسلم لوگ ہیں، ان کے باپ دادا مسلم تھے، یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن کفر پر اور شرکیہ رسموں میں یہ لوگ اس طرح ڈوبے ہوئے تھے کہ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں

رہ گیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے پاک باطن رہنماؤں نے حکمت عملی اور لگانا دھڑ بھڑ کے ذریعے ان کا پرانا مذہب تبدیل کر کے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا، اب یہ لوگ شب و روز مرکز میں رہ کر دین سیکھتے ہیں، جب یہ پکے ہو جائیں گے تو اپنا علاقہ خود سنبھال لیں گے۔

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ سالہا سال سے پارہ غم پڑھ رہے ہیں اور تبلیغی جماعت والوں نے اپنی دکان میں انہیں منونے کے مال کی طرح سجا کے رکھا ہے۔ باہر سے آنے والوں کو سب سے پہلے یہی مال دکھلایا جاتا ہے تاکہ دماغ پر پہلا پریشن اتنا زور دار ہو کہ ذہن مرعوب ہو کر رہ جائے۔

مختصر ڈی دیر کے بعد یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھے اور ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گئے اور کمرے کے لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا :

یہ تبلیغی جماعت کے نہایت روشن دماغ اور تجربہ کار علماء ہیں، دماغی تطہیر کے فن میں یہ لوگ عظیم مہارت رکھتے ہیں، خیالات کا دھارا موڑ کر دین کی طرف لگا دینا ان کا شب و روز کا مشغلہ ہے، آپ ان کے پاس مختصر ڈی دیر بیٹھئے، ان کی صحبت ذہن و فکر کی تسکین کے لئے اکیر ہے۔

یہ کہتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے اور غائب ہو گئے، انہیں شکار گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے، ان کے جانے کے بعد ان تبلیغی مولویوں نے مجھے نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھلایا، انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھے راستے سے اُچک لیا گیا ہے، اپنے تئیں وہ بھی سمجھ رہے

تھے کہ میں اپنے وطن سے بالقصد یہیں کے لئے چلا ہوں۔

جب انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوں تو مجھے خیال آیا کہ تبلیغی جماعت کے اندرونی حالات سے واقف ہونے کے لئے جو ایک ذریعہ موقع ہاتھ آگیا ہے، اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے ان سے کہا کہ میں جمشید پور سے آ رہا ہوں وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری بات حضرت جی سے کہنی ہے۔ اس وقت حضرت جی کے منصب پر مولوی محمد یوسف فائز تھے۔ انہوں نے ہزار معلوم کرنا چاہا کہ وہ کونسی بات ہے لیکن میں نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ حضرت جی ہی سے کہوں گا۔

جب وہ میری طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ حضرت جی تبلیغ کے لئے شہر کو گئے ہوئے ہیں، وہ اپنی تبلیغی ہم سے کافی رات گئے لوٹیں گے، اب نماز فجر کے بعد ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی۔

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد موقع پا کر چپکے سے درگاہ شریف کی طرف نکل گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری رات محبوب الہی کی چوکھٹ پر بسر ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جب میں پارلیمنٹ جانے کے لئے درگاہ شریف سے واپس لوٹا تو پھر مجھے راستے میں وہ دونوں شکاری مل گئے، دور ہی سے انہوں نے مجھے آواز دی، جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے خوشخبری سنانے والے کے انداز میں خبر دی، مولوی صاحب تم کہاں

چلے گئے تھے؟ حُصْنَت جی صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں، چلو جلدی چلو! جیسے ہی میں ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا، پہلے دن والے مولوی صاحبان مجھے مل گئے، انہوں نے دیکھتے ہی کہا مولوی صاحب! تم کل شام چپکے سے اٹھ کر کہاں چلے گئے تھے ہم لوگ تمہاری تلاش میں بہت پریشان ہوئے۔

میں نے جواب دیا، درگاہ شریف چلا گیا تھا، وہیں رات گزاری، یہ سنتے ہی اپنے چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا، تم رات بھر اس بدعت خانے میں کیا کرتے رہے؟ کیا تم جماعت میں ابھی نئے نئے شامل ہوئے ہو؟ کہیں آنے جانے کے لئے کم از کم ہم لوگوں سے تو پوچھ لینا چاہئے تھا! یہ دہلی ہے، یہاں تو ایک سے ایک تماشا ہے لیکن دین کی راہ میں نکلنے والے تماشے کے لئے تھوڑے ہی آتے ہیں، یہاں آنے کے بعد بھی اگر جائز و ناجائز کا فرق نہیں ملحوظ رکھا گیا تو یہاں آنا کس کام کا؟

میں نے بات طالتے ہوئے کہا، یونہی ذرا دیکھنے چلا گیا تھا کہ وہاں کیا ہوتا ہے، اور باقی سب خیریت ہے۔

اس پر ایک صاحب نے منہ بکاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا خیراتے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ مجھے حضرت جی کے دیوان خانے میں لے کر چلے گئے۔

حضرت جی اس وقت اپنی فوج کے کمانڈر ول کو کییک تقسیم کر رہے تھے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا کہ یہ

کون صاحب ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ایک مولوی صاحب نے
مترجہ کا جواب دیا: حقت! یہی مولوی جمشید پور سے آئے ہوئے
ہیں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی ضروری بات حضورِ والا سے
کہنا چاہتے ہیں!

اتنا سن کر حضرت جی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے
دہریافت کیا کہ کیا کہنا ہے؟ میں نے گلا صاف کر کے جمشید پور کی
تبلیغی جماعت کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں شروع شروع
میں تبلیغی جماعت کا بہت اچھا اثر قائم ہو گیا تھا، عام لوگ اسکی سرگرمیوں
سے بہت متاثر تھے اور اس کی طرف سے حسن ظن رکھتے تھے لیکن
جب سے کچھ تبلیغی کارکنوں نے میلاد و قیام اور علم غیب جیسے اختلافی
مسائل میں اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا، اس وقت سے بہت سے
لوگ تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی مسجدوں
میں تبلیغ کا کام بند ہو گیا ہے۔

ابھی میں اتنا کہہ ہی پایا تھا کہ حضرت کے چہرے کا رنگ سرخ
ہو گیا وہ فرط غضب میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے چیخ پڑے
اور اپنے تئیں تبلیغی جماعت کا ناجذبہ کار کارکن سمجھ کر مجھے ڈانٹنا شروع
کیا، جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہا کہ دیا کہ
وہ تبلیغ کریں، یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں میں
نے کسی سے بھی نہ کہا کہ تم میلاد و فاتحہ چھوڑ دو حالانکہ جاننے کی حد تک
سب جانتے ہیں کہ میرا عقیدہ مسلک وہی ہے جو اکابرِ دیوبند کا ہے
لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براہِ راست

روکنے کی بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے
تبلیغی گشت اور مرکز میں چلے گزارنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے
علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقع فراہم کیا جائے
یہاں کے ماحول میں ذہن دھل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں
کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں
کہ دوسروں کو راست پر لانے کی کوششیں کرتے ہیں۔

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا:
”مولوی صاحب! آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک میں
اقلیت کی شکل میں ہیں جبکہ برعینوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان
خیالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی
چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ مکر سے کام لیں، آخر مکر
بھی تو کوئی چیز ہے، کفر و شرک سے پھرنے کے لئے مکر سے کام
لینا قطعاً کوئی گناہ نہیں ہے، حق پرستی کے جوش میں اگر اگر ہم
تقویتِ ایمان اور ہستی زلیور کے عقاید پر ملبہ بیان کر دیں تو لوگ
ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں، اس لئے میں تمام کارکنوں کو
سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ برعینوں کے ساتھ مکر سے کام لیں
یعنی مصلحت کا تقاضا ہو تو میلاد و قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش
آجائے تو اپنے علماء کو برا بھلا بھی کہہ دیں، جیسے ہوان کے ساتھ
لگے رہیں، انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں بھرا لیں، کبھی نہ کبھی
ان میں سے لوگ لوٹ کر آہی جائیں گے۔

مولوی صاحب! دیکھو یہاں مجھے بیس سال ہو گئے ہیں

اور تبلیغ کا کام اسی طرح سرانجام دے رہا ہوں، اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی میں نے ہوا بھی نہیں لگنے دی، بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگانا چٹوں اور اجتماعات کے ذریعے اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی، کسی کو دیوبند لے جا کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرادیا، کسی کو حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا، جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو، یہ تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی تھے اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک کہ جن شریکوں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہنے سے چھوڑ دیا، تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پالیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت جی اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایت قلم بند کر دیں تو آپ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی، اس درخواست پر حضرت جی نے تیسرے بدل کر کہا، پھر تم نے غلط سوال کیا ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے، قلم استعمال نہیں کیا جاسکتا، بجز اس کے کہ طلبوں اور کارکنوں کے خطوط کے جوابات دے دئے جاتے ہیں، تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے، یہ بتانے کی ضرورت

نہیں ہے لیکن کھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے پاس نہیں پاؤ گے۔

حضرت جی یہ کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں بانہرکل آیا۔

ایک دروناک خلش

اس وقت میرا دل مسوس کے رہ گیا کہ کاش میرے پاس ٹیپ پکارڈ ہوتا اور میں حضرت جی کی آواز کو اس میں قید کر لیتا تو آج مجھے تبلیغی جماعت کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی، صرف ۲۰۰ کافیتہ سارے زمانے کو اس صدی کے سب سے بڑے مرکز ”دہل و فریب“ سے واقف کرادیتا، آج حضرت جی کے مذکورہ بالا ارشادات پر سوائے خداوند ذوالجلال کے اور کوئی میرے پاس گواہ نہیں ہے، فرشتوں کا ایک نوشتہ ضرور ہے لیکن افسوس کہ وہ اس میدان میں کھلے گا جہاں تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کسی وکیل کی ضرورت ہی اتنی نہیں رہے گی۔

جو لوگ میری اس خود نوشت ”آپ بیتی“ پر اعتماد کر سکیں ان سے عرض کروں گا کہ تبلیغی جماعت کی تصحیح و تعبیر کے لئے اب وہ خود ہی لغت میں کوئی مناسب لفظ تلاش کر لیں، کافی غور و غوض کے

بعد بھی مجھ تک کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو سبیری اور رہزنی دونوں
مفہوم کو ایک ساتھ ادا کر سکتا ہو۔

اعتراف اور کمی کتنا ہے کہ اس کے لئے ”دوغلا“ کا لفظ موجود ہے جو زبان
میوات کی لغت میں ہی ملے گا جہاں سے ان کی ابتداء ہوئی۔

تبلیغی جماعت جو تعریف یا توہین میواتیوں کی ہے

کی ہے اس کے دونوں رخ بالعموم جمیع اہل اسلام اور بالخصوص دانشوران
میوات کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ تعریفی اور تنقیصی الفاظ
میں توازن درجہ کا احساس انسان بھی امتیاز کر سکتا ہے، بعد
میں فیصلہ آپ حضرات نے یہ کرنا ہو گا کہ کیا کوئی شخص مسلمان کے لئے
ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ اور کیا اس برائی اور توہین سے اوپر بھی
کوئی برائی ہو سکتی ہے؟

اگر نہیں تو کیا کوئی غیرت مند و صاحب دانش اپنے یا اپنے خاندان
اور پوری قوم کے متعلق اسے گوارا کر سکتا ہے؟

اور جبکہ متعدد کتب چھپ چکی ہیں اور دھڑا دھڑان کی اشاعت
ہو رہی ہے اور پھر پاکستان جیسی خداداد مملکت سے غیر ملک تک وہ
کتا میں پہنچ رہی ہیں، مجھے حیرت ہے کہ دانشوران میوات کے بڑے
بڑے فیض و بلیغ اہل قلم علماء، اولیاء، وکلاء، طلباء اور بڑے بڑے اہم
علمی و قانونی عہدوں پر فائز المرام فرزندان میوات اور قوم کے مابینا زیرک
دانا چوہدری و ذلیلداران و پینچ صاحبان جو اہم عظیم، پیچیدہ امور کو بڑی بڑی
پنچایتوں میں اپنی خداداد قابلیت سے دو لفظوں میں گھٹی کی طرح
سلجھا دیتے اور ہزاروں افراد کو مطمئن کر دیتے وہ اس معاملہ میں آج تک

کیوں سکوت پذیر رہے؟

بس یہ میری حیرت ہی قلم اٹھانے اور تبلیغی جماعت کے دلفریب نقاب کو اٹھانے کا باعث ہے جس سے قوم کو بیدار اور تمام اہل اسلام کو خبردار اور تبلیغی جماعت کی پیاد بھری تھکیوں کے سہارے زندگی بسر کرنے والے غافلوں کو جھنجھوڑنا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارے صدر مملکت چیف مارشل لارڈ ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق صاحب نے ہمارے ملک میں اسلامی آئین نافذ کرنے کا اعلان کر دیا ہے اب تبلیغی جماعت کی خرافات والی زبان عنقریب بند ہو جائیگی۔

حصہ دوم

دوم میوات کا تبلیغی عہد میں مقام اور تبلیغی عہد
کے قوم میوات پر ظلم تکفیر کی خوشچکاس دستان

تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ

- ۱- میواتی، گوبر کو پوجتے تھے۔ ۱۱- سرکش قوم
- ۲- میواتی، مشرکوں سے بھی بُرے ۱۲- میواتی اسلام سے واقف نہیں
ہیں۔ ۱۳- بے دین
- ۳- میوات جانے سے ایساں کا ۱۴- چور
- ۴- دل ناپاک ہو جاتا تھا۔ ۱۵- راہزن
- ۴- جرائم پیشہ قوم۔ ۱۶- غارت گر
- ۵- مشرکاء عقائد والے۔ ۱۷- نوزائیدہ بچوں کے قاتل
- ۶- تمام میواتیوں کے بر قبیلہ کا علیحدہ ۱۸- سود خوار
- (اللہ تعالیٰ) معبود ہوتا تھا۔ ۱۹- شرابی
- ۷- میوات کے چوہدری شرابی تھے ۲۰- مجرم
- ۸- شورہ پشت میواتی یعنی نافرمان ۲۱- فسادی
- ۹- حقیر ۲۲- بد اخلاق
- ۱۰- ذلیل ۲۳- بدعتی

- ۲۴۔ مورتیوں کو پوجنے والے کو نئے تک الیاس ہی تے دین پھیلایا۔
 ۲۵۔ سروں پر چوٹیاں رکھنے والے ۴۲۔ مشرکانہ شادیاں کرنے والے۔
 ۲۶۔ بدوؤں کی مانند ۴۳۔ کانوں میں مڑکیاں ڈالنے والے۔
 ۲۷۔ ناپاک جذبات والے ۴۴۔ ہاتھوں میں کڑے ڈالنے والے۔
 ۲۸۔ فاسق ۴۵۔ ہندوؤں کے تیو ہارہ منائیوا۔
 ۲۹۔ فاجر ۴۶۔ دیوی، دیوتا کے نام پر قربانی چڑھانے والے۔
 ۳۰۔ مرد، عورت نیم تنگے گھومتے ۴۷۔ سیدالار مسعود غازی کا جھنڈا پوجتے تھے۔
 ۳۱۔ توہم پرست ۴۸۔ نماز پڑھنے والے کامرد و عورت سب تماشا دیکھتے تھے۔
 ۳۲۔ تمام فتنوں کی جڑ ۴۹۔ میواتیوں کی عبادت گاہیں ہندوؤں جیسی تھیں۔
 ۳۳۔ تمام خرابیوں کا سرچشمہ ۵۰۔ ڈاکو۔
 ۳۴۔ ہر فتنہ کی کچی ۵۱۔ قاتل ہونا میواتی قوم کا قومی خاصہ تھا۔
 ۳۵۔ تمام میو عامی ۵۲۔ کافرانہ زندگی گزارنے والے۔
 ۳۶۔ تمام تر جاہل ۵۳۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔
 ۳۷۔ نشئی ۵۴۔ یہ مختصر خاکہ ہے ان الزامات و نقائص کا جو تبلیغی جماعت، میواتی غیور قوم میں ثابت کرتی ہے، اب ان الزامات کو انہی کی کتابوں سے باحوالہ پیش کیا جاتا ہے۔
 ۳۸۔ ضعیف الاعتقاد
 ۳۹۔ یہالت والے
 ۴۰۔ غافل

میواتی قوم کی توہین

- ۱۔ (میواتی قوم) ہولی، دیوالی مناتے ہیں۔
 ۲۔ لڑکیوں کو تر کہ نہیں ملتا۔
 ۳۔ ایک گوت میں شادی نہیں کرتے۔
 ۴۔ ہندوؤں نام رکھتے ہیں۔
 ۵۔ وہ تمام تر جاہل اور غیر تعلیم یافتہ ہیں۔
 ۶۔ ان میں محرک اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کا بھی رواج ہے۔
 ۷۔ بہت ضعیف الاعتقاد
 ۸۔ توہم پرست
 ۹۔ شگون بہت لیتے ہیں۔
 ۱۰۔ مردوں، عورتوں کا لباس ہندوؤں کا ہے۔
 ۱۱۔ نوزائیدہ بچوں کے مار ڈالنے کی بھی رسم (یعنی میواتی بچہ کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے، ان میں یہ رسم بھی ہے)
 ۱۲۔ غارت گری
 ۱۳۔ رابہرنی ان کا پیشہ۔
 ۱۴۔ جانور اڑا کر اور گائے بیل کھول کر لے جانے میں اب بھی وہ بہت مشہور ہیں۔

یہ تمام حوالہ جات "مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت" کے ص ۸۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵- (میں) دین حاصل کریں۔ (کتاب مذکور ص ۹۵)

۱۶- ان کی بھالت۔

۱۷- ملک (میوات) کی بھالت و غفلت، دینی بے حیثیتی اور جذبات کی خرابی تمام فتنوں کی جڑ اور ساری خرابیوں کا سرچشمہ تھی (کتاب مذکور ص ۹۵)

۱۸- (قول الیاس) آدمی کا جاہل اور غافل ہونا۔۔۔۔۔ ہر فتنہ کی گنجی ہے (۱) کتاب مذکور ص ۹۵ (۲) اکابر کے خطوط ص ۱۶۰

۱۹- عامیوں، جاہلوں اور میوات کے دہقانوں کا۔۔۔۔۔ یہ غلط تخیل تھا۔ (کتاب مذکور ص ۹۵)

۲۰- میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک۔۔۔۔۔ تھوڑی

مدت میں اس وسیع علاقہ میں دین۔۔۔۔۔ کی ایسی عام اشاعت ہوئی اور تاریک خطہ میں۔۔۔۔۔ ایسی روشنی پھیلی۔۔۔۔۔ کہ اگر کوئی اسلامی سلطنت اپنے پورے وسائل استعمال کرتی۔۔۔۔۔ تو وہ اپنی سلطنت کے کسی علاقہ میں اس خوبی کے ساتھ دین نہیں

پھیلا سکتی تھی۔ (کتاب مذکور ص ۹۵)

۲۱- (میں) (کے) ہاتھوں میں کڑے۔

۲۲- کانوں میں مڑکیاں۔

۲۳- شادیوں میں مشرکانہ رسوم۔

۲۴- سود خواری۔

۵- شراب نوشی۔

۲۶- قتل۔

۲۷- غارت گری۔ جرائم، فسادات۔

۲۸- بد اخلاقی۔

۲۹- بے دینی۔

۳۰- بدعات و رسوم۔

۳۱- فسق و فجور کی باتیں اور عادتیں (کتاب مذکور ص ۹۵)، (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۹۵)

۳۲- الیاس صاحب نے ایک میواتی کو خط میں لکھا۔۔۔ "تمہارے ملک کی بھالت اور کامل بھالت والے لوگوں کے ناپاک جذبات۔

(کتاب مذکور ص ۹۵)

۳۳- اب۔۔۔۔۔ میوات کی۔۔۔۔۔ بھالت و محبوبیت کا حصار ٹوٹ چکا ہے۔ (کتاب ص ۱۰۵)

۳۴- اب۔۔۔۔۔ میوات کی۔۔۔۔۔ بھالت و محبوبیت کا حصار ٹوٹ چکا ہے۔۔۔۔۔ اب تک بھالت اس کی حفاظت کر رہی تھی اور

شدت بھالت کی وجہ سے دوسری قومیں ان کو ہستی میں شمار نہ کرنے کی وجہ سے توجہ نہیں کرتی تھیں۔

اب تا وقتہ کہ دین کی قلعہ بندی سے اپنی حفاظت نہیں کریں گے، دوسری قوموں کا شکار ہو جاویں گے۔

(کتاب مذکور ص ۱۰۵)

۳۶- قول الیاس، "ایک غریب میواتی کو بلا کر۔۔۔۔۔ میں نے

اس سے کہا جاؤ تبلیغ کرو تو یہ مجھ سے کہنے لگا "تبلیغ" کیا ہوتی

ہے؟۔۔۔۔۔ میں نے کہا جاؤ تم لوگوں سے یہی کہو کہ دیکھو
میری یہ عمر ہو گئی ہے اور۔۔۔۔۔ مجھے اب تک کلمہ نہیں آتا۔
(کتاب مذکور ص ۱۶۷)

۳۵۔ میوقوم، قدیم بدوؤں کی طرح ایک جاہل، اجڑ قوم اسلام سے دور،
(دینی تحریک ص ۵)

۳۶۔ ان (میواتیوں) کے سروں پر چوٹیاں ہوتیں۔

۳۷۔ ان کے ہاں مورتیاں پوجی جاتیں۔

۳۸۔ وہ ہندوؤں کے تیوہار مناتے۔

۳۹۔ دیوی دیوتاؤں کے نام پر قربانی چڑھاتے۔

۴۰۔ شب بارات میں ان کے یہاں سید سالار مسعود غازی کا جھنڈا
۔۔۔۔۔ پوجا جاتا تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۵)

۴۱۔ نماز کی صورت سے وہ اس قدر نا آشنا تھے کہ جسے نماز پڑھتے
ہوئے دیکھتے، ایک تماشہ کے طور پر مرد اور عورتیں سب اس
کے گرد جمع ہو جاتے۔

(کتاب مذکور ص ۶، اصلاح انقلاب ص ۶)

۴۲۔ ان کی تہذیب کا یہ عالم تھا کہ مرد عورت سب نیم ننگے گھومتے تھے
(دینی تحریک ص ۷)

۴۳۔ میوات میں جانے سے الیکس صاحب کا دل پلید ہو جاتا، دیکھئے
ملفوظات ص ۷۷ :

"فرمایا جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو۔۔۔۔۔ عمومی اختلاط
سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک۔۔۔۔۔

اس کو غسل نہ دوں۔۔۔۔۔ قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔
(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۲۸ تا ۲۹)
۴۴۔ (میواتی) پہلے گوبندک کو پوجتے تھے۔

(ملفوظات ص ۱۴۶، دینی تحریک ص ۵)

۴۵۔ (میواتی) اگلے مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے (کتاب مذکور)

۴۶۔ وہ گرے ہوئے لوگ (کتاب مذکور)

۴۷۔ شکستہ حال میواتی جو یہاں پڑے رہتے ہیں (کتاب مذکور ص ۱۲)

۴۸۔ بے تربیتی اور جہالت کی وجہ سے غارت گری، کشت و خون اور
رہزنی اس کے قومی خصائص میں داخل ہو گئی۔

(ایک اہم دینی دعوت ص ۵)

۴۹۔ جرائم پیشہ قوم۔ (کتاب مذکور ص ۵)

۵۰۔ مشرکانہ عقائد و اعمال اور ہندوانہ رسوم و عادات زندگی جز
بن گئے تھے۔ (کتاب مذکور ص ۵)

۵۱۔ میواتیوں کے ہر قبیلہ کا ایک روحانی محافظ و نگران تھا جسے
(اللہ القبیلہ) کہتے تھے (یعنی ہر قبیلہ کا خدا معبود)

(کتاب مذکور ص ۵)

۵۲۔ صرف میوات ہی۔۔۔۔۔ ہے کہ جہاں اسلام سے بھی لوگ
واقف نہیں تھے۔ (تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۶)

۵۳۔ میوہر کش قوم (دینی تحریک ص ۹)

۵۴۔ ایک جاہل میواتی (" ص ۱۱)

۵۵۔ (میواتی) چوروں اور ڈاکوؤں کی بستی سے آنے والے لڑکے

پڑھنے کے بعد خود بھی چور اور ڈاکو بن گئے۔ (دینی تحریک ص ۵۵)
۵۶۔ میوات میں شراب کا دور دورہ تھا خصوصاً پڑے لوگوں اور قوم کے
چودھروں کے لئے شراب ضروری سمجھی جاتی تھی۔

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص ۱۲)
۵۷۔ شور و شہت میواتی یعنی تافران میواتی

(سوانح حضرت جی محمد یوسف ص ۱۳)

۵۸۔ میوقہ و ذلیل۔ (اصلاح انقلاب ص ۴۷)
”میوقہ کے افراد حقیر و ذلیل تھے“

۵۹۔ میوقہ بخلق راہزن اور ڈاکو تھی :
”میوقہ راہزنی، غارت گردی اور بد اخلاقی کے لئے
ضرب المثل تھی۔“

(اصلاح انقلاب ص ۴۷)

۶۰۔ الیاس میواتیوں کی زبان کو بھی بدلنا چاہتا تھا۔
(دینی دعوت ص ۲۳۶)

۶۱۔ میوقہ کی عبادت کی دہی ہی جگہیں بنی ہوئی ہیں جیسی ان کے ہمسایہ
ہندوؤں کے یہاں ہوتی ہیں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۸)

آپ کو معلوم ہے کہ جو کسی کو بُرا کہے اس میں جاہلیت ہے، دیکھئے
بخاری شریف ج ۲ ص ۸۹۴ میں ہے کہ حضرت ابوذر نے حضرت بلال رضی اللہ
عنہما کو لونڈی کا بٹیا کہہ دیا کیونکہ ان کی والدہ غمی تھیں، عربی نہیں تھیں، جب یہ
بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تو نے ایسے ایسے

کہا ہے تو انہوں نے تسلیم کر لیا، آپ نے فرمایا :

إِنَّكَ أَمْرٌكَ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ
”بلاشبک تو ایسا آدمی ہے کہ جس کے اندر جاہلیت کی بو ہے۔“

اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا، (دیکھئے
فیض الباری ج ۲ ص ۱۹، اور بخاری ج ۲ ص ۸۹۴ حاشیہ ص ۲)

اور جو کسی کو فسق وغیرہ سے متهم کرے وہ خود ویسا ہے، اور جو مسلمان
کو ایسی گالیاں دے جیسے تبلیغی جماعت نے دی ہیں تو وہ گالیاں دینے
والے کی طرف لوٹ جائیں گی۔

بخاری شریف ج ۲ ص ۸۹۴ میں ہے :

سَبَّابُ الْمُسْلِمِ مُسَوِّقٌ
”یعنی مسلمان کو گالیاں دینا فسق ہے۔“

نیز دیکھئے صفحہ مذکورہ :

لَا يَسْرُحُ مَنْ سَرَّجَلًا رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَمِينُهُ
بِالْكُفْرِ إِلَّا اسْمًا تَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ كَمْ يَكُنْ
صَاحِبَهُ كَذَلِكَ۔

”یعنی جو کسی کو فاسق و کافر کہے گا، اگر وہ ایسا نہ ہو تو یہ
فسق و کفر کہنے والے کی طرف لوٹیں گے وہ فاسق و کافر
ہو جائے گا۔“

تب تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کی برائی کی ہے، جو میں نے باحوالہ
ذکر کی ہیں، تبلیغی جماعت کی کتابوں کے صفحے تک ذکر کر دئے ہیں اور یہ تو میں نے
مختصر نمونہ کے طور پر تبلیغی جماعت کے خرافات پیش کئے ہیں، اگر تفصیلاً پیش کروں

تو اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں، اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اس سے تو بتانا مقصود ہے کہ یہ قوم میوہ یا دیگر جمیع اہل اسلام اس تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی بھی مسلمان نہیں، اور تاکہ دوسرے مسلمان تبلیغی جماعت کی کتابوں سے میواتیوں کی برائی کو پڑھ کر جو تبلیغی جماعت نے انہیں مشرک، بت پرست، غافل، قائل وغیرہ بتایا ہے اس سے اندازہ لگالیں کہ یہ میواتی لوگ صحیح راہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں لیکن جب تبلیغی جماعت نے دوسرے مسلمانوں کو معاف نہیں کیا تو ان بے چارے سادہ لوح زمیندار بردبار لوگوں کے متعلق بھی اسی طرح بے بنیاد باتیں گھڑی ہیں، اور تاکہ اہل اسلام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر لوگوں کے دلوں میں جو یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ تبلیغی جماعت کسی کو برا نہیں کہتی، ان کو یہ اندازہ ہو جائے کہ کسی کو برا نہیں کہتی یا کسی کو معاف ہی نہیں کرتی اور یہ باتیں جو میواتیوں کے متعلق کہی گئی ہیں یہ کیسا عظیم فتنہ برپا کرنے اور اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے غیظ و غضب میں مبتلا کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ چیزیں بہر نوع و بہر صورت رہیں گی تو برائی ہی۔ اور ایک مسلمان کی ایسی توہین کرنی کیا جائز ہے؟

میں عوام و اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں۔ اب اگر تبلیغی جماعت یا کوئی اس کا شہیدائی یہ کہے کہ یہ باتیں میواتیوں میں ضرور پھیلیں تو گویا اس نے ان کو قطعاً مسلمان نہیں سمجھا اور ان کو مسلمان نہ سمجھ کر خود کافر ہوا، اور اگر کہے کہ یہ باتیں ان میں نہیں پھیلیں اور وہ مسلمان تھے تو مسلمان کی عزت و آبروریزی یا اس کی توہین کدنی کہاں روا ہے؟

دیکھئے البوداؤد شریف ج ۲، ص ۶۶۹ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

و سلم نے ارشاد فرمایا کہ :

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالٌ
وَ عِرْضٌ وَ دَمٌ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ
اَنْ يُّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

”یعنی مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اس کی عزت اور اس کا خون اتنی ہی برائی آدمی میں کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔“

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جو اپنے بھائی مسلمان کی عزت نہیں کرتا بلکہ اس کی حقارت بیان کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر شرارتی کوئی نہیں معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت شرارتی ہے اور جو جیسا ہو اس کو دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں، تب ہی تو قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جس بستی یا گاؤں میں یہ تبلیغ والے جاتے ہیں تو اس بستی کے باہر پہلے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں اور اس دعا میں بستی والوں کو پہلے ہی شریر بنا دیتے ہیں۔

دیکھئے ایک اہم دینی دعوت ص ۵۹ میں وہ خود کہتے ہیں کہ :

”بستی کے قریب ہم جاتے ہیں تو ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم کو اس بستی کے رہنے والوں کے شر سے امان دے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَسْتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ قَالُوا اَللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ
قِيلَ اَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اٰخِرِ مَا اَقُولُ قَالَ

إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اخْتَبْتَهُ وَإِنْ
لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَسْتَهُ -

”یعنی تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے! فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ذکر تو ایسی چیز کے ساتھ کرے جو اسے بُری لگے، عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں تو آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ (یا رسول اللہ) ارشاد فرمایا کہ اگر اس شخص میں وہ چیز ہے جو تو کہتا ہے تو یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ چیز نہ ہو جو تو کہتا ہے تو بے شک تو نے اس پر بہتان لگایا۔“

نتیجہ یہ کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے اور اس کا مرتکب فعل حرام کا مرتکب ہے، اس لحاظ سے تبلیغی جماعت فعل حرام کی مرتکب بنی، اور اگر اس کے برعکس ہے یعنی میواتیوں میں وہ بات نہیں جو تبلیغی جماعت نے کہی ہے تو پھر یہ بہتان ہے، اور یہ اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔

یہی یہ بات کہ وہ عیب کہ جس کی بنا پر انسان فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے، وہ کیسا ہونا چاہیے تو وہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ :

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ

”یعنی ایسی بات کا ذکر کرنا جو کسی کو بُری لگے“

اب وہ عیب کسی کے بدن میں ہو یا اس کی عقل میں ہو یا اس کے دین میں ہو یا اس کی دنیا میں ہو یا اس کی خلق میں ہو یا اس کے نفس میں ہو یا

اس کے مال میں یا اولاد یا ماں باپ میں یا بیوی میں یا اس کے خادم میں یا کپڑے میں یا رفتار و گفتار میں یا مسیبت یا نشست و برخاست میں یا اس کے حرکات و سکنات میں یا تازہ روئی اور ترش روئی اور تند خوئی میں اور سخن گوئی اور خاموشی میں اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سے متعلق ہے چاہے اس برائی کا ذکر الفاظ سے ہو یا کنایہ یا رمز یا اشارہ یا آنکھ اور بھوڑوں اور سر اور ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے۔ (ابوداؤد ج ۲، ص ۶۶۵، حاشیہ ۱۱)

(اور مظاہر حق ج ۴ ص ۹۵، مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۲)، احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۲۵ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

”جو کسی کو فاسق یا حقیر و خسیس، چور، شرابی، نماز نہ پڑھنے والا، بے ادب وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یا کرے یا اس کے متعلق

کہے تو یہ سب کچھ اس کا گناہ حرام ہے اور غیبت ہے۔“

اور ص ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ غیبت زنا سے بھی بُری ہے :

فَإِنَّ الْغَيْبَةَ أَشَدُّ مِنْ الزَّانَا

”یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ بُری ہے۔“

اور صاحب غیبت یعنی غیبت کرنے والے اور کسی کو برا کہنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں جب تک کہ جس کو برا کہا گیا ہے وہ نہ بخشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

إِنَّ صَاحِبَ الْغَيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتَّى
يُغْفَرَ لَهُ صَاحِبُهُ -

”یعنی برائی کرنے والے کی مغفرت نہیں جب تک جس کی برائی بیان کی گئی وہ اسے نہ بخش دے۔“

اس حدیث کی رو سے اب تبلیغی جماعت کو جب تک میواتی معاف نہیں کریں گے ان کے ہرگز بخشش نہیں۔

دلفریب دھوکہ

اب اگر کوئی تبلیغی جماعت کا خیر خواہ یہ سوال کرے کہ اس میوقوم کی تبلیغی جماعت نے تو زمین نہیں کی بلکہ تعریف کی ہے اور جہاں تک اس کو کوئی نہیں جانتا تھا وہاں تک دنیا جان گئی اور دنیا ابھی نظر سے دیکھتی ہے تو جواباً عرض ہے کہ دنیا جان تو ضرور گئی لیکن پہلے جس انداز میں جانتی تھی وہ یہ انداز تھا کہ جہاں اس قوم کی شجاعت، بردباری، بہمت و حوصلہ، شرافت و غیرت، مذہب و ملت پر قربان ہونے والی بے حیائی اور بے شرمی اور بدعتیہ کی سے باز رہنے والی قوم کا تصور اقوام عالم میں پیدا ہوتا، بزرگان دین کے نقش قدم اور ان کے نام و عزت پر قربان و متاثر ہونے والی قوم کا تصور اقوام عالم کے اذہان اس کے تصور سے دہشت محسوس کرتے اور یہ دستور ہے کہ جس کے اندر جتنی شرافت و حیا اور محام نوازی زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کے اندر دیکری ہوگی اور کسی قوم کا دلیر اور بہادر اور شجاع ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ قوم اپنے اسلاف اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے والی ہے کیونکہ بے غیرت اور بزرگان دین کے نقش قدم سے ہٹنے والی قومیں بہادر اور بارع نہیں ہوا کرتیں اور اب جس انداز سے جانتی ہے وہ انداز یہ ہے جو تبلیغی جماعت نے پیش کیا کہ یہ گوہر کو پوجتے تھے، اگلے مشرکوں سے بھی بدتر تھے۔ جب تبلیغیوں کے نزدیک یہ مشرکوں سے بھی برے تھے بھی تو ایسا کتنا تھا کہ میوات جانے سے میرا دل متغیر ہو جاتا ہے، جب تک اس کو غسل نہ دے لوں،

اپنی حالت پر نہیں آتا، کیونکہ قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ :
إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ
”یعنی مشرک پلید ہیں“

اور تبلیغی جماعت کے نزدیک میوات مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے، دیکھئے ملفوظات جناب الیاس صاحب ص ۱۴۱۔ اور اس نوعیت سے جانتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ایسا صاحب نے مسلمان کیا ہے۔

تو یہ جانتا تو ایک نہ جانتا ہے اور کہیں مقوڑی سی تعریف کر دی اور برائی کر دی اور پھر تعریف کر دی اور پھر برائی کر دی، یہی نشانی منافقت کی ہے اور ایسے کے متعلق ہی حدیث پاک میں ذوالوجہین کہا گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ
الَّذِي يَأْتِيَهُ هَوْلًا يَوْجِيهِ وَهُوَ لَا يَدْرِي يَوْجِيهِ -

(مشکوٰۃ ص ۴۰، ابوداؤد ج ۲، ص ۶۶، بخاری ج ۲ ص ۸۹۵)

مفہم برحق ج ۲ ص ۹۱)

”یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے برا دورو یہ (منافی صفت) شخص کو پاؤ گے جو ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسری طرح سے“

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ جو شخص موقع کے مطابق جی ٹفل دیکھے وہاں اس ایک ہی بات کو خواہش کے مطابق بدل دے، وہ منافق

صفت ہے اور قیامت کے دن سب سے بدترین وہ شخص ہوگا، تو پتہ چلا کہ تبلیغی جماعت اگر کہیں میوؤں کی میٹھاس کے ساتھ تعریف بھی کرتی ہے جیسا کہ اس کی ان میوات کے متعلق سخت و نرم باتیں بعض لوگوں کے ذہن میں تعریفی پہلو کا احساس بھی پیدا کرتی ہیں تو یہ بھی ان کی تعریف نہیں بلکہ توہین ہے کیونکہ برائی کے ساتھ تعریف کرنا بھی برا ہے، دیکھئے احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۲ پر ہے کہ زبان سے کسی کی برائی کرنا :

اِسْتَمَّا حُرْمَ لَانَ فِیْہِ تَفْہِیْمَ الْغَیْرِ نَقْصَانَ
اَخْبَلَتْ وَ تَغْرِیْفًا بِمَا یُکْرَہُ فَالْتَحْزِیْنُ
بِہِ کَالْتَضْرِیْمِ -

”اس لئے حرام ہے کہ اس میں غیر کو اپنے بھائی کی برائی پر مطلع کرنا اور سمجھانا ہے اور اس کی تعریف ایسی بات کے ساتھ کرنا جو اسے بری لگے، یہ اثر رتہ چوٹ کرنا ہے جو صراحت برائی کے مترادف ہے“

تو ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کا یہ تعریف کرنا جسے تبلیغی جماعت والے تعریف سمجھتے ہیں یہ تعریف نہیں بلکہ عین توہین ہے۔

اب میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اہل علم و فہم میرے دینی، ملی، ملکی اور قومی بھائی، بزرگ، میرے ان پیش کردہ حوالہ جات کو مد نظر رکھتے ہوئے میری بے لفاظی اور کم علمی کو نظر انداز کرتے ہوئے بہت غور سے پڑھیں گے اور ان سے خود بھی اس تبلیغی جماعت کے جال اور پھندے سے محفوظ رہتے ہوئے اوروں کو بھی اس کی ان حرکات و سکنات اور اس سے واقف اور روشناس کرائیں گے۔

تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا

دینی دعوت ۱۹۹۳ء پر مولوی الیاس صاحب لکھتے ہیں :
”ان غریب میواتی کاشتکاروں کا ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تغیر پیدا ہو جائے، ممکن نہیں اور یہ توقع بھی غلط ہے کہ وعظ و پند ہی سے ان کی زندگی میں انقلاب ہو جائے گا اور وہ اس جاہلی زندگی سے نکل کر اسلامی زندگی میں قدم رکھیں گے۔“

اس حوالہ بالا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :

۱۔ یہ کہ میواتی سب کے سب کافر ہیں کیونکہ جاہلی زندگی، اسلامی زندگی کے مقابلہ میں ہے اور جب جاہلی زندگی یا جہالت وغیرہ کے الفاظ جو اس قسم کے ہوں، اسلام کے مقابل آئیں تو اس سے مراد کفر ہوتا ہے، دیکھئے سوانح حضرت مولانا محمد یوسف (جو ان کے اپنے ہی ہیں) ص ۱۲۰ پر ہے :

”معاشرت اسلامی یا معاشرت جاہلی“

معاشرت اسلامی حضور پاک اور صحابہ کا زمانہ اور معاشرت جاہلی اغیار، یہود و نصاریٰ وغیرہ دشمنان اسلام۔

نیز حیات الصحابہ ج ۱ ص ۱۵۵ اور ج ۱ ص ۱۵۶ (مولفہ مولوی محمد یوسف بانی تبلیغی جماعت کا بیٹا) میں بھی زمانہ جاہلیت سے مراد جو اسلام کے مقابل ہے زمانہ کفر مراد ہے۔

نیز حدیث پاک میں بھی موجود ہے کہ :

خَيْرُكُمْ فِي النَّجَاهِ لَيْتَ خَيْرُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ
مزید سنئے :

”ناظرین میں سے بہت سے اصحاب نے میوات کی اس تبلیغی تحریک کا ذکر سنا ہوگا جو جناب مولانا محمد الیاس صاحب (مقیم بستی حضرت نظام الدین) کی راہنمائی میں ایک عرصہ سے جاری ہے اور جس سے میوات کی سرزمین جاہلیت میں اسلام کا آغاز ہوا ہے۔“

(اصلاح انقلاب ص ۱۴۱ اردو ورقہ پبلیشٹ شائع شدہ
سول اینڈ ملٹری پریس، کراچی، بنام ایک اہم دینی
تحریک کا تعارف ص ۱۰)

میوات اسلام سے محروم

اصلاح انقلاب ص ۱۴۱ پر ہے۔
”یہ تاریک خطہ۔۔۔۔۔ اسلام کی روشنی سے محروم تھا“

میو، مشرک اور بت پرست تھے

”ان کی۔۔۔۔۔ عادات ہندووانہ تھیں، شرک و بت پرستی
تک کارواج۔۔۔۔۔ تھات“

(ایک اہم دینی دعوت کا تعارف ص ۲، اصلاح انقلاب ص ۱۴۱
دینی تحریک ص ۱۰)

تبلیغی جماعت والے کتنے خنجر میسے بدتر

حضرات! میں اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا، فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں، آپ خود سوچیں کہ یہ جو کچھ تبلیغی جماعت والوں نے میواتیوں کے متعلق کہا ہے، فیصلہ صرف اتنا کہیں کہ یہ الفاظ کسی کے حق میں کہنے اچھے ہیں یا بُرے؟ اگر کوئی اچھے بتائے تو تمام الفاظ اچھے بنانے والے کے منہ پر مارے جائیں اور برسرِ عام اسے ان الفاظ سے نوازا جائے، پھر اگر برا منائے تو ثابت ہوگا کہ یہ اچھے نہیں اور حقیقتہً میں بھی نہیں، اور برے بتائے تو جو کوئی اس زبان سے بری باتیں کرے وہ کون ہے؟ یہ خود تبلیغی جماعت کے پیشوا و بانی الیاس صاحب سے دریافت کیجئے۔

دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۲۶ تا ۲۷ میں ہے :

”ان کو اپنے ماسوا پر جو اقیاز و تفوق حاصل ہے
اس میں زبان کو خاص دخل ہے۔۔۔۔۔ اگر زبان کو اس نے
آلہٴ شہر بنا رکھا ہے مثلاً بری باتیں بکتا ہے اور ناحق لوگوں کو
ایذا دیتا ہے تو۔۔۔۔۔ یہی زبان آدمی کو کتنے خنجریر
سے بھی بدتر کر دے گی“

دیکھا آپ نے؟ ع

لو آپ اپنے جال میں مبیاد پھنس گیا

تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں

دیکھئے ایسا صاحب کے محفوظات ص ۶۶ و ص ۶۷، ایسا صاحب اس بدزبانی کے تحت ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہیں :

هَلْ يَكُتُ الْبَائِسُ فِي النَّارِ عَلَى مَنَاجِرِهِمْ
إِلَّا حَصَانُ السِّنَةِ

”یعنی آدمیوں کو اوندھے منہ جہنم میں ان کی بکواس ہی ڈالے گی“

اب فیصلہ قارئین فرمائیں کہ تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کے متعلق یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہا ہے اور توہین و تنقیص کی ہے یہ سب زبان کے خرافات ہیں جن کی بنا پر اس حدیث کی رو سے تبلیغی جماعت والے جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے یا کہ نہیں ڈالے جائیں گے۔

ایسا صاحب کی اس سکیم کا کورس آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا، یہ تمام گالیاں جو میواتی حضرات کو دی ہیں یہ سب تبلیغی جماعت کے کورس میں داخل ہیں اور معاذ اللہ یہی اس سکیم میں داخل ہیں جن کی وجہ سے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کو یہ بے چین پارہا تھا۔
(دیکھئے اکابر کے خطوط ص ۶۵)

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس کتاب کے مصنف محمد عبدالغفور الوری

نے تبلیغی جماعت کے بانی ایسا صاحب کا نام صرف ایسا ہی کہہ کر لیا ہے اس کے ساتھ اور کچھ مولوی یا حضرت وغیرہ کا اضافہ نہیں کیا اور یہ بات شرافت و ادب کے خلاف ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے اپنی تحقیق کے مطابق یہ شخص قابلِ تعظیم معلوم نہیں ہوا جیسا کہ میرے پیش کردہ حوالہ جات سے ان کی باطنی کیفیت کا پتہ چل رہا ہے اور جو شخص قابلِ تعظیم نہ ہو اس کی تعظیم کرنا غلط مدحت سرائی کے مترادف ہے جس پر مخائب آقاؐ نے وہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعید وارد ہے کہ :

إِذَا سَأَلَ الْمَدَّاحِينَ فَاَحْشُوا
فِي وُجُوهِهِمُ الشُّرَابَ

”یعنی جب تم (غلط) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو“

(مظاہر حق ج ۴، ص ۹۴)

اور پھر جبکہ تبلیغی جماعت کی کتابوں میں بھی بڑا ایسا نام پایا جاتا ہے۔
دیکھئے مولانا محمد ایسا اور ان کی دینی دعوت ص ۵۵، ایک اہم دینی دعوت ص ۳،
مولانا محمد ایسا اور ان کی دینی تحریک ص ۱، ص ۲، ص ۳، ص ۴، ص ۵، ص ۶،
تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص ۲۵، ص ۳۵۔

رہا اس کے نام کے ساتھ مولوی یا حضرت وغیرہ کے القاب تو اس سے قبل یہ باحوالہ گنہگار چکا ہے کہ یہ لوگ ہمارے نبی اکرم کے نام پاک ساتھ ادب و احترام کا لفظ نہیں لکھتے بلکہ صرف ”محمد“ ہی لکھ دیتے ہیں اور جو ہمارے آقا کے نام پاک کے ساتھ ادب و احترام و تعظیم کے الفاظ و القاب استعمال نہیں کرتا وہ اس قابلِ کب ہو سکتا ہے کہ اس کے نام کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال

کے جائیں کیونکہ

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے

تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

بس الیکس کے نام کے ساتھ میرے القاب وغیرہ نہ لگانے کی یہی

وجہ ہے، تو اب جو مجھ پر اعتراض کیا گیا تھا وہ تو خود تبلیغی جماعت کے روح

رواں مصنفین کی ذات پر وار دہو گا نہ کہ مجھ پر

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ایک پیش آنیوالہ شبہ اور اس کا جواب

ہو سکتا ہے کہ کوئی تبلیغی جماعت کے اندر شامل ہونے والا میواتی کہے

کہ جو کچھ میواتیوں کے متعلق تبلیغی جماعت نے کہا ہے جس کی نشاندہی الوری صاحب نے کی ہے یہ باتیں میواتیوں میں نہیں،

تو جواباً عرض ہے کہ ناچیز نے جو قوم میواتی کے بارے میں عرض کیا ہے

وہ بفضلہ تعالیٰ حق عرض کیا ہے کہ ساری قوم ایسی نہیں تھی جیسا کہ تبلیغیوں نے

ان کے متعلق کہا ہے اور میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے

تک کے میواتیوں کو کا فر قرار دیا اور ثابت کیا کہ الیکس صاحب نے ان کو

مسلمان کیا،

تو جو میواتی یہ کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ خود

اپنی زبانی ایسا بنتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے باپ دادے کا فرویت پرست

وغیرہ ہوں جن کو تبلیغی جماعت کے بانی الیکس نے مسلمان کیا ہو اور وہ آج تک

اپنے آقا الیکس کے حق کی ادائیگی کرتے ہوئے اس جماعت میں شامل ہوں

میں تو ان میواتیوں سے ہوں جن کے باپ دادا صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت

مسلمان تھے اور میں اور جو ایسا جماعت کے وجود سے بھی سینکڑوں سال

پہلے یعنی ۱۲۲۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔

بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب

اگر بعض حضرات یہ کہیں کہ تبلیغی جماعت نے اگر ہماری میواتیوں کی یہ

توہین کی تو کسی کو یہ پتہ تو نہیں تھا اب سب کو پتہ چل گیا کہ یہ قوم ایسی تھی لہذا

الوری صاحب کو نہیں چاہئے تھا کہ جو اس قوم کے متعلق تبلیغی جماعت والوں نے

کہا ہے اسے عوام کے سامنے پیش کرتے۔

جواباً عرض ہے کہ بعض دوست جو ایسا خیال رکھتے ہیں میں ان کی اس

بات کو اب بھی سادگی پر محمول کروں گا اور عرض کروں گا کہ میری ایک چھوٹی سی

کتاب جو بہت بڑے مسودہ سے چھانٹ کر خلاصہ کی شکل میں پیش کی گئی

ہے اور جس میں مختصر سا ذکر ان بغوات کا کیا گیا ہے جو تبلیغی جماعت نے

بڑی بڑی کتابیں شائع کر کے ملک بہ ملک پھیلادی ہیں اور رائے و فہم میں تبلیغی

جماعت کے اڈا کے باہر بھی اور ان کے دوسرے اڈوں پر بھی یہ کتابیں عام

مل جاتی ہیں اور جس دن سے یہ جماعت شروع ہوئی اس دن سے آج تک

اس جماعت والے اپنی محفلوں، اجلاسوں، اڈوں کو رونق دے رہے ہیں اس قوم کی برائیوں

کے ذریعہ بگڑتے ہیں، میں نے تو اندر سے شرع شریعت ان کو سمجھانے

کی کوشش کی ہے کہ یہ قوم مسلمان ہے، اس کے متعلق ایسے الفاظ کہہ کر

اپنے لئے جہنم نہ خریدیں اور اس قوم کی سادگی و برہادری سے جتنا فائدہ

اٹھا چکے اور دنیا کمایا ہے اب اسی پر اکتفا کر جاؤ اور توبہ کر لو، ابھی توبہ کا دروازہ

کھلا ہے ورنہ اب نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا قوم بیدار ہو چکی ہے۔

ایک سوال کا جواب

ایک شخص نے سوال کیا کہ الوری صاحب کیا بات ہے کہ آپ کے میوہ بیانیوں کی تبلیغی جماعت والوں نے کافی توہین کی ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا لیکن آپ کی قوم کے لوگ جو اس جماعت میں ہیں ان سے تو یہ سننے میں آیا ہے کہ جو کچھ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں یہ سب صحیح ہے بلکہ وہ خود اس کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ اس میں شامل ہیں تو کیا آپ لوگ ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ کو تبلیغی جماعت نے اقوام عالم کے سامنے پیش کیا ہے؟

جواب عرض ہے کہ میرے دوست! میری قوم انتہائی سادہ لوح سادگی پسند، شریف الطبع، بردبار، دیندار، غیرت مند اپنے کام سے کام رکھنے والی، زمیندار، اپنے ملک کی تمام اقوام سے اعلیٰ سزا شمار ہونیوالی اور دین کی ہر بات پر قربان ہونے والی تھی اور دیندار کا تہ دل سے ادب کرنے والی تھی اسی لئے ہمارے ہاں میوات میں یہ امتیاز تھا کہ غیر مولوی چاہو ایک ہاتھ لمبی ڈاڑھی رکھ لیتا لیکن اسے مولوی نہ کہتے، جو بڑھا کھا دیندار ہوتا اس پر قربان ہونے کو تیار رہتے، بزرگان دین کا احترام ان کے قلب و جگر میں جا گزیں تھا، خدا ترسی کی صفت تو ان کی گھٹی میں ڈالی ہوتی تھی۔

ان کی ان اعلیٰ خصال شریفہ سے تبلیغی جماعت کے مکاروں نے بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لیسدار شے کی طرح چمپٹ جلتے ہیں اور راہ جاتے مسافروں کے راستے، ہل لیجانے والے ہالی وغیرہ کو روک کھڑے ہوتے ہیں، چاہو کوئی مسافر کسی مرگت میں جا رہا ہو لیکن

پہنیں دیکھتے ان کو اپنے کام سے غرض ہے تو یہ بھیڑنا بھیڑیے جب میری قوم کے سامنے یہ صورت اور منافقانہ سیرت لے کر آئے تو وہ بیچارے ان کی ظاہریت کو دیکھ کر مینڈ کی کی طرح ان کے داؤ میں آ گئے، جیسے کہ کماوت ہے کہ پانی کے اندر بگلا ایک ٹانگ پر سر جھکائے آنکھیں بند کئے ایسے کھڑا ہوا تھا جیسے کوئی صاحب دل مراقبہ کی حالت میں خدا سے لو لگائے ہوتا ہے اور ماسوا سے بے خبر ہوتا ہے اسی طرح مینڈ کی بھی یہ سوچ کر کہ شاید یہ بھگت ہے اس کے پاس آئی، بس اس کا آنا تھا کہ یکدم بگلا نے اسے گپک لیا تو مینڈ کی نے کہا

ایک ٹانگ بگلا کھڑا رکھا دھنی سودھیان

میں جانے ہی کوئی بھگت بھگلا نیپ کپٹ کی کان

یعنی مینڈ کی اپنے خیال کا اظہار کرتی ہے کہ میں نے تو یہ سوچا کہ یہ بگلا جو اتنی یکسوئی کے ساتھ ایک پاؤں پر چھو کھڑا ہے یہ کوئی درویش اللہ والا ہے لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا یہ تو خالص کھوٹ اور گندگی کی کان اور گرٹھا ہے۔

ایسے ہی تبلیغی جماعت والے ہیں، جب انہوں نے ان میواتوں

کو شکار کر لیا تو اب اپنی دکان ان کے ذریعہ چمکانے کے لئے ان پر پیار کی تھپکی دیتے رہے اور قوم کا بیڑا غرق کرنے رہے، ایک تھپکی دی اور کہا ماشاء اللہ دیکھو حضرات یہ صاحب میواتی ہیں ان کی قوم گو بر کو پو جتی تھی اور یہ مشرکوں سے بھی بُری ہے لیکن اس شخص کو اللہ نے چن لیا، فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پر چھپاتے ہیں، قدم قدم پر کہ وہ لوں نیکیاں ملتی ہیں۔ پھر تھپکی دی اور کہا کہ اس کی قوم تو سودی، شرابی، بت پرست لیکن ماشاء اللہ

حضرت جی نے انہیں مسلمان کر لیا، یہ سعادت ان کو سب سے پہلے نصیب ہوئی، یہ قرن اول کی نشانی ہیں، ماشا اللہ! بھائی سب اس سے مصافحہ کیجئے۔

اب یہ شخص اس طرح پھولتا گیا اور اس طرح قوم کا بیڑا غرق کرنا گیا تبلیغی جماعت والے اس کو ہر تپچی پر قوم و خاندان کی جانب سے بے حس کہتے گئے تاکہ یہ قوم کی برائی کو محسوس نہ کرے، دیکھئے قوم و خاندان سے کس انداز میں بیگانہ کیا جاتا ہے۔

قوم و خاندان کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا دلفریب طریقہ

”مسلمان امت ہونے کی صفت کھو چکے ہیں۔۔۔۔۔ آگے امت بننے کا طریقہ بتلایا۔۔۔۔۔ یہ امت اسی طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا،“

دیکھا کیسے ڈھنگ اور فریب سے خویش و اقارب سے دور کرتے ہیں، بس یاد رکھیں کہ قوم تو ویسی تھی جیسا پہلے عرض کر دیا اور جن کو قوم کا فرد ہونے کے باوجود احساس نہیں، وہ اسس آخر دالی بات کی وجہ سے نہیں۔

تبلیغی جماعت اتل ہے

تبلیغی جماعت نے میواتیوں پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ قاتل تھے کشت و خون ان کے قومی خصائص تھے لیکن جس طرح میں پہلے باحوالہ ہر بات کو پیش کرتا رہا ہوں، اب بھی باحوالہ ثبوت دیتا ہوں کہ قاتل خود تبلیغی جماعت ہے اور کوئی نہیں جیسا کہ اقوام عالم کو اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ روز روشن کی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں محمد اقبال نامی ایک شخص رائے و فطرت کی تبلیغی جماعت کی شہرت سن کر اپنے دوست محمد خاں کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہوا، جہاں محمد خاں نے عالم جذبات میں نعرہ رسالت (یا رسول اللہ!) بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کر دیا، جس پر جلسہ کے منتظم اسے جلسہ گاہ سے اٹھا کر اندر سٹور روم میں لے گئے اور اسے لٹکا کر مارنا شروع کیا۔ جب محمد اقبال کو پتہ چلا، یہ بھی وہاں پہنچا، ان سے کہنے لگا یہ تو مجھ کو بھی یہاں لایا ہے، اچھا آدمی ہے، اسے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا نے نعرہ رسالت اور بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگایا ہے۔ اس پر محمد اقبال نے کہا کیا یہ بری بات ہے؟

بس اتنا کہنا تھا کہ اسے بھی پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کا سر براہ جنگ شیر نامی مغوس آیا اور اس نے محمد اقبال کے سر پر ڈنڈا دے مارا جس سے اس کے سر میں پانچ انچ گہرا زخم ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا

اس پر اسے بیہوشی کی حالت میں ہسپتال لیجا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لا کر
شہید ہو گیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اب کہنیے حوالے :

روزنامہ حیات ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، میں لکھا ہے :
 ” تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے ہیجانہ تشدد کا شکار ہونیوالا
 جال بحق ہو گیا۔ متوفی کو چھت سے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے
 پٹیا گیا، آج لاش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا،
 مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ سے روکنے کے لئے دس ہزار روپے
 کی پیش کش کی گئی۔“

روزنامہ آزاد ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

”راے وند میں منقہ سرورہ بین الاقوامی تبلیغی اجتماع
کے دوران مذہبی نعرہ لگانے والے نوجوان کو تشدد سے
ہلاک کر دیا۔۔۔۔۔ بابا شاہ جمال کا نعرہ لگانے پر بلوچان
مقتول کو الٹا لٹکا دیا۔“

روزنامہ آزاد ۲۸ نومبر ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے :

” رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع پر
یا بندی لگائی جائے۔“

روزنامہ حیات ۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء بروز جمعرات لکھا ہے :

” زخمی محمد خاں کے گھر کے گرد پراسرار نقل و حرکت، تبلیغی جماعت کے غلط سے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کر کرنا جاہلتنے ہیں۔“

روزنامہ مساوات ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء لکھنا ہے :

”راہے فنڈ کے دینی اجتماع کے دوران زخمی ہونے والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔“

روزنامہ مشرق ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، لکھتا ہے :

"رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے سالانہ اجلاس

میں زخمی ہونے والا نوجوان چل بسا۔“

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوچراؤالہ شمارہ دسمبر ۱۹۷۷ء لکھنؤ ہے :

" رائے ذیل میں تبلیغی جماعت ----- کے غنڈوں

نے۔۔۔۔۔ محمد اقبال مرحوم و پڑھناں کو الٹا لٹکا کر جس وحشیانہ

و مہمیانہ طریقہ سے تشدد کا نشانہ بنایا۔۔۔۔۔ تبلیغی جماعت

کامیہ کوئی ہیلا واقعہ نہیں، کچھ عرصہ قبل قصور میں بھی تبلیغی جماعت

کئے ایک رکن نے حاجی محمد خاں کو۔۔۔۔۔ قتل کر دیا تھا۔

نیز رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ لکھتا ہے :

”مسکین صورت یزیدیسیرت تبلیغی جماعت“

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ جس نے
دیکھنا جو بہت سے اخبارات و رسائل میرے پاس موجود ہیں اور فوٹو اسٹیٹ
کاپیاں موجود ہیں اب وہ درخواست ملاحظہ ہو جو متوفی کی بیوی سماء نسیم
نے ۲۸ کو اس عنوان سے دائرہ کرائی :

بخدمت جناب مارشل لارڈ اینڈ مسٹر پٹر صاحب زون ایجنڈا لاہور

۴۹۵۶ کیلین
۲۹-۱۰-۶۶

ماہنامہ فیضان، دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :
 ”رائے ونڈ کا شرمناک سانحہ محمد اقبال پر تشدد کی لرزہ خیز داستان“

روزنامہ سیاست، یکم دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :

”سانحہ رائے ونڈ پر ہر مسلمان سراپا احتجاج بن گیا ہے“

روزنامہ مغربی پاکستان، یکم دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :

”دینی و سیاسی حلقوں میں تبلیغی جماعت کے خلاف غم و غصہ“

روزنامہ نوائے وقت، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۷ء بروز بدھ لکھتا ہے :

”رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے موقع پر ایک شخص

محمد اقبال کے قاتلوں کو کیفر کر دیا تک پہنچایا جائے“

علاوہ ازیں آفتاب ملتان، وفاق لاہور و سرگودھا و راولپنڈی و رحیم یار خاں کے جرائد میں بھی اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔

اب قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں کہ تبلیغی جماعت قاتل ہے یا نہیں؟

اور پھر قتل بھی نعرہ رسالت و بابا شاہ جمال زندہ باد پر۔

اگر کوئی اس کو غلط ثابت کرے تو پورے ملک کے اخبارات و رسائل

کی تکذیب ہوگی یکس عیاں راجہ بیاں؟ روز روشن کو شب تاریک کون بنا سکتا

ہے؟

ہمارے پاس متوفی کی سیم لیسیم کے دائرہ کردہ دعویٰ کی نقول بھی موجود

ہیں جس کا دل چاہے اگر دیکھ لے۔

ایک بہت بڑا اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد عبدالغفور اوری مصنف کتاب کو چاہیے

تھا کہ جس کتاب کا حوالہ دیتا اس کا پورا پورا صفحہ نقل کرتا تاکہ پتہ چل سکتا کہ اصل عبارت سے تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے؟

جواب عرض ہے کہ میرا اپنی کتاب کو تبلیغی جماعت کی کتابوں کی

عبارت سے بھرتا مقصود نہیں جو پورے ہی صفحات نقل کرتا، میرا مقصد تو

تبلیغی جماعت کی کتابوں سے خرافات کی نشاندہی کرنا ہے اور جہاں جو برائی

کی بات تھی وہ صفحہ وار ان کی کتابوں سے ثابت کر دی گئی، اب جو کسی کو شرابی

یا سود خوار وغیرہ کہے اور ان الفاظ کے ساتھ وہ ایک صفحہ شرابی یا قاتل کی تعریف

میں بھر دے تو کیا وہ تعریفی عبارت اس ایک ہی لفظ قاتل یا شرابی کی برائی کے

اثر کو زائل کر دیگی؟ ہرگز نہیں! برائی ہرگز برائی رہے گی، تو یہ بھی ایک دھوکہ

ہے جو عوام کو دیا جاتا ہے تاکہ کچھ وقتی بات تو بنے ورنہ ایک شخص کسی کا بڑا

مداح ہو، ہر وقت اس کی تعریف کرتا ہو لیکن دوران تعریف اس کی توہین کے

کلمات بھی اس کی زبان سے نکلتے ہوں تو کون نہیں جانتا کہ یہ مخلص نہیں سخت

خطرناک ہے۔

میواتی قوم کو محتاج سمجھیں

تبلیغی جماعت کے نزدیک میواتیوں کی حیثیت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دینی دعوت ص ۱۳۳ کے مضمون سے لیجئے :

” ان دیہاتی ناخواندہ میواتیوں کو کبھی کبھی ناقدانہ نظر سے دیکھا جاتا اور اس پر تعجب کا اظہار کیا جاتا کہ ان بے علم میواتیوں سے جو خود تعلیم و اصلاح کے محتاج ہیں، تبلیغ و اصلاح کا کام لیا جاتا ہے، مولانا نے اس پر متنبہ فرمایا کہ یہ ان کا موضوع ہی نہیں ہے، ایک خط میں مقصود کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :

ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں بلکہ اس ایک چیز کے علاوہ یعنی گھر بار چھوڑ کر باہر نکلنا اس چیز کو تو ان سے سیکھیں اور باقی تمام اشیاء میں ان لوگوں کو اپنا محتاج سمجھیں۔“

تبلیغی جماعت کی مذکورہ بالا عبارت سے ادنیٰ سے ادنیٰ ذہن کا آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسا صاحب نے جو لوگوں کے تعجب کو رفع کیا تو یہ کہہ کر کہ آپ لوگ جو یہ سمجھ کر کہ تعجب کرتے ہو کہ ناخواندہ میواتیوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے یہ کسی کی کیا اصلاح کر سکتے ہیں، تو یہ تعجب کرنے والے

جو تعجب کرتے ہیں، یہ تعجب تو بجا ہے اور جو کچھ کہتے والے کہتے ہیں وہ بھی بجا ہے لیکن بات تو یہ ہے کہ لوگ سمجھ چکے ہیں کہ یہ میواتی کسی کی اصلاح کرنے اور تبلیغ کرنے کے مکمل نہیں ہیں یہ اتنا سمجھ لینا ہی غلطی ہے، اصلی بات یہ ہے کہ تبلیغ کرنا یا کسی کی اصلاح کرنا، ان (میواتیوں) کا موضوع ہی نہیں ہے۔ ان سے بس گھر بار چھوڑ کر بیوی بچوں اور خویش و اقارب کے حقوق کو پامال کرنا، بسترے اٹھائے پھرنا تو سیکھ لو لیکن میواتی کسی کی اصلاح کریں تو یہ بات غلط ہے۔

” ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں اور تمام اشیاء میں میواتیوں کو ہمیشہ اپنا محتاج سمجھیں۔“

مذکورہ عبارت سے مختصر طور پر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں :

- ۱۔ میواتیوں سے تبلیغی جماعت کا مقصد بسترے اٹھوائے پھرنے اور اپنی دکان کو سجانے کے سوا کچھ نہیں۔
- ۲۔ تبلیغی جماعت کے میواتی ناخواندہ ہیں۔
- ۳۔ تبلیغی جماعت میں شامل ہونے والے میواتیوں کو ثواب نہیں ملتا کیونکہ تبلیغیوں کے نزدیک تبلیغ ہی سے ثواب ملتا ہے اور میواتی اس کے اہل نہیں اور ان سے تبلیغ کرنا مقصود ہے۔
- ۴۔ میواتی بیوی وغیرہ سے تنگ آ کر گھر کو چھوڑنے کو ہی کمال سمجھتے ہیں۔
- ۵۔ تبلیغی جماعت کے میواتی ہر بات میں ہمیشہ محتاج رہیں گے اور میں او اسی لئے ان سے مدرسہ وغیرہ بھی چھین لیا گیا کیونکہ محتاج ہیں۔

میواتیوں کی صحیح تصویر

میواتیوں کی ایک تصویر تبلیغی جماعت کی تحریر کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے، اب تاریخی لحاظ سے اس کا دوسرا اور صحیح رخ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین متباہر نہ ہو سکیں :

- ۱- علاقہ میوات کے سارے میوسلمان تھے۔ (تاریخ میو ج ۱ ص ۲۴۹)
- ۲- ساری میوقوم سنی فرقہ سے تعلق رکھتی تھی، (ایضاً ص ۲۴۴)
- ۳- ساری میوقوم کاشتکار تھی۔ (ایضاً ص ۲۴۴)
- ۴- میواتی سنگھ میں مسلمان ہوئے، سلطان محمود غزنوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپہ سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) تجارت کے جادو میو راجہ تیج پال کو شکست دے کر مسلمان بنایا۔۔۔۔۔ شکست کھانے کے بعد راجہ نے اسلام قبول کیا اور اپنی برادری سے بھی اسلام قبول کرایا، یہ واقعہ تقریباً ۱۲۲ھ کا ہے۔
- تیج پال کا اسلامی نام جلال خاں رکھا گیا۔ (ایضاً ص ۱۶۲ تا ۱۶۳)
- ۵- یہ بہادر قوم کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے اسلام نہیں لائی تھی، بے درپے شکستوں کی وجہ سے ہندو دیوی دیوتاؤں سے ان کا عقیدہ ہٹ گیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۶۳ تا ۱۶۴)
- ۶- یہ خلوص سے اسلام لائے، آج تک سالار سید مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) کے جھنڈے کی (جو اسلامی جھنڈا تھا) قدر و منزلت ان کے دل میں ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۴)

- سید سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ)۔۔۔۔۔ میوات سے جاتے وقت مختلف مقامات پر اپنے ساتھی بہت سے بزرگوں کو مقرر کر گئے کہ وہ ان مسلمان ہونے والے میوؤں کو اسلام کی تعلیم دیں اور دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اسلام کے جھنڈے کو میاں قائم رکھیں۔۔۔۔۔ یہ بزرگ۔۔۔۔۔ تبلیغ کرتے رہے اور اسلام کے جھنڈے کو قائم رکھا جو میوات میں سالار کے جھنڈے کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ اس۔۔۔۔۔ جھنڈے کو کسی جھوٹی بات پر میو کبھی ہاتھ نہیں لگاتا تھا نیز سالار کا احترام سب بزرگوں سے زیادہ آج تک موجود ہے کیونکہ یہ قبائل سچے دل سے اسلام لائے تھے۔ (ایضاً ص ۱۶۶)
- ۷- مورتنی پوجا اور ہندوؤں کے اصل دیوی دیوتاؤں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ (ایضاً ص ۲۵۵)
- تیسری تور او پنجشا میو نے دیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ سن ری دیوی باؤلی تینے بھاؤ بھنگرا پو تینا چھٹ گوشاہ کو اب تو ڈوڈھی ہٹ گیا پو
- ۸- چھتری ہونے کی بنا پر اپنے ناموں کے ساتھ خان یا سنگھ لگاتے ہیں (جس کا معنی ہے شیر) ناموں کے معاملے میں بھی اس (میو) قوم نے شدت کے ساتھ اس فرق کو ملحوظ رکھا کہ اپنے ناموں میں رام، لال، کرشن، شنکر، بھگوان وغیرہ نہیں لگاتے، ہر سمجھا رہا اندازہ لگا سکتا ہے کہ دراصل انہیں ہندو مذہب سے لگاؤ نہیں بلکہ صرف چھتری پن سے لگاؤ ہے۔ (ایضاً ص ۲۵۶)

- ۹۔ میوات میں قتل کو بہت بُرا سمجھتے تھے۔ (ایضاً ص ۲۴)
- ۱۰۔ میو، فقیر کے ساتھ چار پائی پر بیٹھنا یا اس کو اپنا جھوٹا کھانا کھلانا یا اس کے ہاتھ سے حقہ پینا بری بات سمجھتے تھے۔۔۔۔۔ سید سالار کے مقرر کئے ہوئے بزرگوں کی کبھی پانچ اور کبھی نو آدمیوں کی جماعت۔۔۔۔۔ تبلیغ کے لئے نکلا کرتی تھی، ان میں سے ایک واعظ اور دوسرے محافظ ہوتے تھے، اگر ان میں سے ایک شہید ہو جاتا۔۔۔۔۔ تو اس کی قبر بیچ بیرا نو گزرا کے امتیازی نام سے مشہور ہو جاتی تھی۔ (ایضاً ص ۱۶۷، ۱۶۸)
- ۱۱۔ قارئین اگر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے تو ان کی سمجھ میں آسانی سے یہ بات آجائے گی کہ ڈاکو یا راہزن وہ تھے جنہوں نے اس قوم کو تباہ کیا۔ (ایضاً ص ۱۸)

ان حوالوں سے یہ باتیں ثابت ہوئیں :

- ۱۔ میوقوم سلطنت میں مسلمان ہوئی لہذا اسے تبلیغی جماعت نے مسلمان کیا، جو کہ تقریباً ۱۵ سال سے بھی کم عرصے سے کام کر رہی ہے۔
- ۲۔ تبلیغ کا طریقہ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کر دیا اور یہ طریقہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت کے لئے تھا لہذا مسلمان میواتیوں کے لئے۔
- ۳۔ میوات کی ساری قوم صحیح العقیدہ تھی، اور یہی وہ میوقوم کا تبلیغی جماعت کے نزدیک بڑا گناہ ہے جس کی بنا پر اسے کتب و رسائل میں دنیا کے سامنے بدنام و رسوا کیا ہے۔

جامعہ محمدیہ فیاض العلوم

عقلمندى • رانیونڈ

جامعہ فیاض العلوم اہل سنت جماعت کی مرکزی درس گاہ ہے

جس میں

قرآن پاک حفظ و تفسیر قرأت و تجوید کے ساتھ ساتھ مکمل درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

جامعہ میں شعبہ جامعہ الطالبات بھی قائم ہے،

جس میں طالبات کو حفظ قرآن و قرأت و تجوید غار فاضلہ درس نظامی فاضل عربی اے۔ ٹی۔ ٹی۔ سی کورس بھی پڑھایا جاتا ہے۔

جامعہ میں یونیورسٹی طلبہ و طالبات کی رہائش، خوراک،

بکس، صابن وغیرہ کا بہترین انتظام ہے ملک کے غیر محض

اس خدمت جاریہ میں حاصل کر سعادست ایرن حاصل کریں۔

ترسیل زرہ محمد عبدالغفور الوری بانی و مہتمم جامعہ فیاض العلوم

042-5390243-0300-4256623

فونڈ می رائیونڈ • صنع لاہور